قرآنی نظامِ ربوبیت کا پیامبر

ہفتہ وار طلوعِ اسلام کراچی

جلد نمبر ۸ ۔ شمارہ ۔۔ | کراچی : ہفتہ ۔ ۵ نومبر ۱۹۵۵ء | قیمت چھ آنہ ۔ سالانہ پندرہ روپیہ

قرآن نے کیا کہا؟

گزشتہ اقساط میں یہ حقیقت ہمارے سامنے آچکی ہے کہ قرآنی نظام کے مطابق جو جنتی معاشرہ قائم ہوتا ہے اس میں دنیا کی آسائش و زیبائش کی تمام چیزیں میسر ہوتی ہیں زندگی کا معیار بہت بلند ہوتا ہے ۔ سامان نشوونما کی فراوانی ہوتی ہے ۔ اور فراوانی کے ساتھ عمدگی بھی ۔ جو یہاں جنتی زندگی بسر کرتا ہے وہ مرنے کے بعد بھی جنتی زندگی گزارتا ہے (اگر چہ اس جنت کے کوائف کے متعلق ہم اس وقت کچھ نہیں سمجھ سکتے ۔ بایں ہمہ) قرآن نے ان دونوں جنتوں کے متعلق ایک فقرہ میں بتا دیا کہ یہ ۔ ذواتا افنان (۴۸/۵۵) ہیں ۔ یعنی مختلف فنون کا مجموعہ ۔ جہاں قسم قسم کے علوم و فنون جمع ہوں لیکن اس جنتی معاشرہ کی خوبی یہی نہیں کہ اس میں سامان نشوونما اور علوم و فنون کی فراوانی ہوگی ۔ اس کی بڑی خوبی یہ ہے کہ اس میں زندگی انفرادی نہیں ہوگی ۔ وہاں ہر فرد دوسرے افراد سے زندگی کی توانائیوں کا سامان حاصل کریگا ۔ یتنازعون فیھا کاسا لا لغو فیھا ولا تاثیم (۲۳/۵۲) وہاں دئیے سے دیا جلتا چلا جائیگا اور اس طرح اس جنت کی وسعتیں حدود فراموش ہو جائینگی ۔ عرضھا کعرض السماء والارض (۲۱/۵۷) ۔

طلوعِ اسلام کا مسلک اور مقصد

ہمارا مسلک یہ ہے کہ ....

۱ تنہا عقل انسانی زندگی کے مسائل حل کرنے کے لئے کافی نہیں ۔ اسے اپنی راہنمائی کیلئے اس طرح وحی کی ضرورت ہے جس طرح آنکھ کو سورج کی روشنی کی ۔

۲ یہ وحی اپنی آخری اور مکمل شکل میں قرآن کریم میں محفوظ ہے اس لئے نوعِ انسانی اب قرآن کے بغیر منزل مقصود تک نہیں پہنچ سکتی ۔

۳ حق و باطل کا معیار قرآن ہے ۔ جو بات قرآن کے مطابق ہو صحیح ہے ۔ جو اس کے خلاف ہے غلط ہے ۔

۴ حضور نبی اکرم انسانی سیرت و کردار کے بلند ترین مقام پر فائز تھے لیکن بعض سازشوں نے ہماری تاریخ و روایات میں ایسی چیزیں شامل کر دی ہیں جن سے حضور کی سیرت داغدار ہو کر سامنے آتی ہے ۔ ہماری تاریخ کے ایسے تمام حصے خواہ وہ کسی کتاب میں ہوں یکسر غلط اور وضعی ہیں ۔ حضور کی سیرت کا مکمل ضابطہ خود قرآن کریم ہے ۔

۵ قرآن کی رو سے دنیا میں بسنے والے تمام انسان ایک عالمگیر برادری کے افراد ہیں ۔ اس برادری کے قیام کی شکل یہ ہے کہ تمام دنیا ایک نظام کے مطابق زندگی بسر کرے ۔

۶ اس نظام زندگی کی تشکیل کی صورت یہ ہے کہ ہر زمانے کے انسان اپنے زمانے کے تقاضوں کے مطابق قرآن کے غیر متبدل اصولوں کی روشنی میں باہمی مشاورت سے جزئی قوانین خود مرتب کریں ۔ (انہیں قانون شریعت کہا جاتا ہے) یہ جزئی قوانین حالات کی تبدیلی سے بدلتے رہیں گے لیکن قرآن کے اصول ہمیشہ غیر متبدل رہیں گے ۔

۷ اس نظام کی رو سے قرآن ایک ایسے معاشرے کی تشکیل کرتا ہے جس میں تمام افراد کی مضمر صلاحیتوں کی کامل نشوونما ہو جاتی ہے اور کوئی فرد معاشرہ اپنی ضروریاتِ زندگی سے محروم نہیں رہتا ۔ اسے ربوبیت عالمین یعنی تمام نوعِ انسانی کی پرورش سے تعبیر کیا جاتا ہے ۔

۸ ربوبیت عالمین کے مقصد عظیم کے حصول کے لئے قرآن کی رو سے ضروری ہے کہ رزق کے سرچشمے انفرادی ملکیت کے بجائے معاشرے کی تحویل میں رہیں تاکہ رزق کی تقسیم ہر ایک کی ضرورت کے لحاظ سے ہو سکے اور اس طرح کوئی انسان دوسرے انسان کا محتاج نہ رہے ۔ اسے قرآنی نظام ربوبیت کہا جاتا ہے ۔

ہمارا مقصد یہ ہے کہ ....

اسلامی پاکستان میں اسلام کے بنیادی منشا یعنی قرآنی نظام ربوبیت قائم ہو جائے تاکہ ملت اسلامیہ کی زندگی کی روشنی میں تمام انسانی صلاحیتیں کامل نشوونما پا سکیں اور اس طرح "یہ اپنے پروردگار کے نور سے جگمگا اٹھے"۔

اگر آپ طلوعِ اسلام کے اس مسلک و مقصد سے متفق ہیں تو اس پیغام کو عام کرنے میں طلوعِ اسلام کا ساتھ دیجئے

اس شمارے میں

★ پختونستان ★ دو قومی نظریہ ★ افغانستان کا فتنہ ★ تاریخی شواہد ★ مجلس اقبال
★ اسلام کی سرگزشت ★ جینس گر ★ درس بخاری ★ حقائق و عبر ★ مراسلات

فردوس گم گشتہ

جناب پرویز کے ان مضامین کا مجموعہ جنہوں نے قوم کے تعلیم یافتہ نوجوانوں کی نگاہوں کا زاویہ بدل دیا ہے۔ مفہوم کے علاوہ اگر خالص ادبی نقطۂ نگاہ سے بھی دیکھئے تو اردو زبان کی بہت کم کتابیں اس پایہ کی دکھائی دینگی۔

بڑا سائز۔ ضخامت قریب چار سو صفحات کتابت و طباعت دیدہ زیب کاغذ سفید جلد مضبوط۔ گرد پوش حسین۔

قیمت چھ روپے۔ علاوہ محصولڈاک۔

سلیم کے نام خطوط

ان خطوط میں ملت کے اس نوجوان تعلیم یافتہ طبقہ کو مخاطب کیا گیا ہے جو مشرق و مغرب کے تصادم کے بعد ملوکیت کے وضع کردہ غلط مذہبی تصورات سے متنفر ہوتے ہوتے اسلام اور اسکے سرچشمۂ حیات قرآن ہی سے ہاتھ دھو چلا تھا۔ عقائد و نظریات جیسے خشک اور نازک مسائل پر اس عمدگی سے بحث کیگئی ہے کہ محسوس ہی نہیں ہوتا کہ ہم کسی خشک فلسفیانہ بحث کو پڑھ رہے ہیں۔ باتوں باتوں میں وہ دقیق اور معرکہ آرا مسائل حل کرکے رکھ دئے گئے ہیں جنہیں ضخیم مجلدات میں بھی حل نہیں کیا جاسکا تھا۔ یہ خطوط ملک کے گوشہ گوشہ سے خراج تحسین وصول کر چکے ہیں۔ قرآن کی روشنی اور محترم پرویز صاحب کا بصیرت افروز قلم۔ بڑا سائز ضخامت سوا چار سو صفحات۔ کتابت و طباعت دیدہ زیب کاغذ سفید گرد پوش مصور مشرق جناب چغتائی کے قلم کا حسین مرقعہ۔ قیمت چھ روپے علاوہ محصولڈاک۔

اسلامی نظام

اسلامی مملکت کا بنیادی اصول کیا ہے اور اسلامی نظام کیسے قائم ہوسکتا ہے؟ اسکے جواب میں محترم پرویز صاحب اور علامہ اسلم جیراجپوری کے مقالات جنہوں نے فکر و نظر کی نئی راہیں کھولدی ہیں۔ قیمت دو روپے۔

اسباب زوال امت

مسلمانوں کی ہزار سالہ تاریخ میں پہلی مرتبہ بتایا گیا ہے کہ ہمارا مرض کیا ہے اور علاج کیا۔

ضخامت ۱۵۰ صفحات قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے۔

قرآنی دستور

اس میں پاکستان کیلئے قرآنی دستور کا خاکہ دیا گیا ہے اور حکومت، علماء اور اسلامی جماعت کے مجوزہ دستوروں پر تنقید کی گئی ہے۔

ضخامت دو سو چوبیس صفحات

قیمت دو روپے آٹھ آنے۔

اسلامی معاشرت

مسلمان کے عادات و اخلاق کا خاکہ، رہنے سہنے کا ڈھنگ۔ سرکاری ملازمین کے فرائض و واجبات انفرادی اور اجتماعی زندگی کا ہر اسلوب قرآنی آئینے میں۔

ضخامت ۱۹۲ صفحات قیمت دو روپے۔

ناظم ادارہ طلوع اسلام - پوسٹ بکس نمبر ۳۱۲۳ - کراچی - ۳

قرآنی نظام ربوبیت کا پیامبر

ہفتہ وار

طلوعِ اسلام

جلد ۸ | ہفتہ ۵ نومبر ۱۹۵۵ء | نمبر ۴۰

پختونستان

تحریک پختونستان کے متعلق عام طور پر سمجھا یہ جاتا ہے کہ یہ خان عبدالغفار خاں کے دماغ کی اُپج ہے اور اس کا حلقۂ اثر صوبہ سرحد کے بعض علاقوں تک محدود ہے۔ لیکن یہ خیال حقیقت پر مبنی نہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ تحریک کسی گہری سازش کی مظہر ہے اور اس کا باقاعدہ پروپیگنڈہ بیرونی ممالک میں کیا جا رہا ہے۔ چنانچہ ہمیں حال ہی میں امریکہ سے کچھ لٹریچر موصول ہوا ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہاں ایک آزاد پختونستان سوسائٹی قائم کی گئی ہے جس کا ہیڈ کوارٹر کیلیفورنیا کا شہر سکرامنٹو (SACRAMENTO) ہے اس سوسائٹی کی طرف سے شائع شدہ ایک پمفلٹ میں بتایا گیا ہے کہ وہاں ۳۰ ستمبر ۱۹۵۵ء کو پختونستان کا یوم آزادی منایا گیا اور اس میں اس سوسائٹی کے صدر ڈاکٹر اورنگ شاہ نے ایک تقریر میں بتایا کہ اس تحریک کے عزائم کیا ہیں اور مقاصد کیا۔ ہم یہ پوری کی پوری تقریر ناظرین کے سامنے رکھنا چاہتے ہیں تاکہ انہیں معلوم ہو سکے کہ اس تحریک کے پیچھے جو قوتیں کام کر رہی ہیں ان کا نصب العین کیا ہے۔ اس مقصد کے لئے ذیل میں اس تقریر کا رواں ترجمہ دیا جاتا ہے۔ ڈاکٹر اورنگ شاہ صاحب نے حاضرین کا شکریہ ادا کرنے کے بعد کہا:

آج دنیا میں جہاں جہاں بھی پختون اور افغان قوموں کے افراد بستے ہیں وہ اس تقریب آزادی کو بڑی مسرت سے منا رہے ہیں۔ یہ لوگ پختونستان اور اس کے آزاد علاقہ افغانستان۔ ہندوستان۔ آسٹریلیا۔ ایران۔ ترکی۔ مصر، انگلستان۔ جرمنی۔ فرانس اور امریکہ میں بستے ہیں۔ چھ سال پہلے کا ذکر ہے کہ آج کے دن پختونستان کے باشندوں نے اپنے اس عزم راسخ اور نصب العین زندگی کا اعلان کیا کہ وہ مکمل آزادی حاصل کر کے رہیں گے۔ اور اقوام عالم میں ایک خود مختار اور آزاد مملکت کی حیثیت سے زندگی بسر کریں گے۔ انہوں نے اپنے ان عزائم کا اس موقعہ پر بھی اعلان کیا اور اس کے بعد اس کا بار بار اعادہ کیا کہ وہ چاہتے یہ ہیں کہ دنیا میں ایک آزاد جمہوری اور امن پسند قوم کی حیثیت سے رہیں اور اپنی اقتصادی حالت اور قومی کلچر کی اس طرح نشو و نما کریں جس طرح دنیا کی دیگر اقوام کرتی ہیں۔ ان کا یہ مطالبہ حقوق انسانیت، اسلامی اصول اور اقوامِ متحدہ کے منشور پر مبنی ہے اور ان کی یہ تحریک اسی نوعیت کی ہے جس نوعیت کی تحریکیں مراکش، اور انڈونیشیا میں دکھائی دیتی ہیں۔ یہ تحریک درحقیقت ان حالات کے عین مطابق ہے جو آج کل مشرقی ممالک میں رونما ہو رہے ہیں۔

پختون قوم کو دنیا میں کسی سے دشمنی نہیں، اور نہ ہی وہ یہ چاہتی ہے کہ وہ کسی سے متصادم ہو۔ لیکن اگر کوئی قوم یا کوئی قوت اس کی آزادی سے انکار کرے گی تو وہ اس قوم کی مخالفت کو اپنا فریضہ اور جائز حق سمجھے گی۔

ہندوستان کی آزادی کے بعد پختون کا خیال تھا کہ انہیں ایک آزاد وحدت کی حیثیت سے حقوق خود اختیاری مل جائیں گے، جس طرح برما اور سیلون کو ملے تھے۔ لیکن افسوس ہے کہ انہیں ان حقوق سے محروم رکھا گیا۔ اس کا نتیجہ یہ تھا کہ وہ مجبور ہو گئے کہ اپنی آواز بلند کریں اور حصول آزادی کے لئے ایک قوم کی حیثیت سے کھڑے ہو جائیں۔ چونکہ پختونستان کے رہنے والے افغان ہیں۔ اس لئے یہ قدرتی بات تھی کہ افغانستان ان کے اس مطالبہ کی تائید کرتا اور اسے دنیا کے سامنے پیش کرتا۔ چنانچہ افغانستان کی حکومت اور وہاں کے باشندوں نے اس بات کا حلف لیا کہ وہ اس مطالبہ کی تائید بھی کریں گے اور اس کے حصول میں مدد بھی دیں گے۔ ایسا کرنے میں وہ نہ صرف اپنے ایک قومی اور فطری فریضہ ہی سے سبکدوش ہو رہے ہیں بلکہ وہ عدل اور امن کے مطالبہ کی حمایت بھی کر رہے ہیں۔

"تاریخ اس حقیقت کا انکشاف کرتی ہے کہ دنیا کی بڑی سے بڑی قوتیں بھی پختون اور افغانوں کی زمین پر پوری طرح کبھی قابض نہیں ہو سکیں۔ اور جس قوم نے بھی ان کی آزادی چھیننا چاہی، افغان قبائل اور افغان قوم نے اس کے خلاف مسلسل جنگ کی۔ اس سے ظاہر ہے کہ پاکستان بھی تو تک زیادہ دیر تک پختونستان پر اپنا تسلط نہیں جما سکتا۔ اور اگر اس نے اہل پختونستان کو ان کے جائز حقوق سے محروم رکھنا چاہا تو اسے ان کی طرف سے پوری پوری مخالفت کا مقابلہ کرنا پڑے گا۔ ہمیں اس حقیقت کو قطعاً فراموش نہیں کرنا چاہیئے کہ اگر پختونستان اور پاکستان میں اس قسم کے تصادم کو روکا نہ گیا تو اس سے باقی دنیا میں ایسا انتشار پھیل جائے گا جس کا عوام اندازہ نہیں لگا سکتے۔ جس قوم نے انگریزوں کی سلطنت کا، جبکہ وہ اپنے انتہائی عروج پر تھی، اس شدت سے مقابلہ کیا، وہ ہر قوت کا مقابلہ کرنے کی استعداد اپنے اندر رکھتی ہے۔ اس لئے یہ نہیں سمجھنا چاہیئے کہ وہ پاکستان کا مقابلہ نہیں کر سکے گی۔ اگرچہ یہ امر بڑا افسوسناک ہوگا کہ دو مسلمان ہمسایہ قومیں اپنی توانائیوں کو باہمی تخریب کے لئے ضائع کر دیں۔

پختونستان کا مسئلہ ایک خالص قومی سوال ہے اس کا تعلق دنیا کے کسی بین الاقوامی مسئلہ سے نہیں۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ پختونستان کے رہنے والے بیرونی ممالک کے اشاروں پر کٹھ پتلی کا ناچ ناچ رہے ہیں وہ حقیقت پر پردے ڈال رہے ہیں۔ اُن کی اس روش کی وجہ یہ ہے کہ وہ متحدہ یا دیگر ممالک کے سامنے اپنے موقف کو کسی صورت میں بھی حق بجانب ثابت نہیں کر سکتے یہ حقیقت کس قدر تاسف انگیز ہے کہ وہ لوگ جنہوں نے برصغیر ہند و پاکستان کی آزادی کے لئے اس قدر مصائب برداشت کئے، ان سے اب اس قدر نارو ا سلوک کیا جا رہا ہے۔ انہیں بغیر کسی قانونی چارہ جوئی کے جیلوں میں ٹھونسا جا رہا ہے یا جلاوطن کر دیا گیا ہے ان میں خان عبدالغفار خان۔ ڈاکٹر خان صاحب عبدالصمد خان۔ اور ہزاروں دوسرے پختون محب وطن شامل ہیں۔ یہ اس زمانہ میں ہو رہا ہے جبکہ دنیا کی آزاد قومیں اور خود پاکستان جمہوریت و آزادی کے علمبردار ہونے کا دعویٰ کر رہے ہیں۔

پختونستان کے مسئلہ کو ہندوستانی سیاست سے بھی کوئی تعلق نہیں۔ افغانستان کے افراد اور پختونستان کے پختون بہت خوش ہوں گے اگر ہندوستان اور پاکستان کے تعلقات خوشگوار ہو جائیں اور خوشگوار رہیں۔ اس لئے کہ اس سے دنیا کے اس حصہ میں جس میں یہ ممالک واقع ہیں امن اور سلامتی کا دور دورہ رہے گا۔ میں نے اس نکتہ کی وضاحت کو ضروری سمجھا ہے

اور میرا خیال ہے کہ جو لوگ اس سے پہلے ایسا خیال نہیں کرتے تھے وہ اب سمجھ گئے ہوں گے کہ پختونستان کا مطالبہ ایک حقیقت پر مبنی ہے۔ میں اپنے ان دوستوں کا شکر گزار ہوں جنہوں نے پاکستان کے ساتھ اچھے تعلقات رکھتے ہوئے پختونستان کی تحریک آزادی کے ساتھ اپنی ہمدردی کا اظہار کیا ہے، خواہ یہ لوگ ہندوستان کے رہنے والے ہوں یا دیگر مشرقی اور اسلامی ممالک کے، یا یورپ اور امریکہ کے باشندے ہوں۔ میں ان سب کا شکر گزار ہوں۔

آخر میں میری خدا سے دعا ہے کہ وہ اپنے رحم و کرم سے ہمیں اور ہمارے مخالفین دونوں کو عدل اور صداقت کے راستے پر چلنے کی توفیق دے۔

یہ تھی ڈاکٹر اورنگزیب صاحب کی تقریر۔ جس پمفلٹ میں یہ تقریر شائع ہوئی ہے اس کے آخر میں ایک مختصر سا نوٹ بھی ہے۔ جس میں لکھا ہے کہ پختونستان کے معنی ہیں پختون لوگوں کا ملک۔ اس میں اسی لاکھ کے قریب پختون بستے ہیں۔ یہ ملک سرحد افغانستان اور دریائے سندھ کے درمیان واقع ہے۔ اس کا رقبہ ایک لاکھ نوّے ہزار مربع میل سے زیادہ ہے اور شمال میں چترال سے لے کر جنوب میں بلوچستان تک پھیلا ہوا ہے۔ پختونوں کی زبان کو پختو کہتے ہیں جو افغانستان اور پختونستان میں بولی جاتی اور ان کے ملحقہ علاقوں میں بھی جاتی ہے۔ جغرافیائی اور تاریخی اعتبار سے اہل پختون کا ملک بجائے خویش ایک الگ قوم کا ملک ہے۔ پختون نسل کے لوگوں کا مذہب، زبان، کلچر، طریق زندگی اور رسوم رواج سب الگ ہیں اور اس کے شمال اور مشرقی علاقے کے لوگوں سے بالکل مختلف۔ (مذہب بھی الگ؟ ط)

آپ نے غور فرمایا کہ تحریک پختونستان کے سلسلہ میں بیرونی ممالک میں کیا کچھ کیا جا رہا ہے اور اس کے پردے میں پاکستان کے خلاف کس قدر زہر پھیلایا جا رہا ہے۔ ہمیں معلوم نہیں کہ حکومت پاکستان نے اس زہر آلود پروپیگنڈے کے ازالہ کے لئے کیا کچھ کیا ہے اور کیا کچھ کر رہی ہے۔ ہمارا خیال ہے کہ ہمیں اب اس مسئلہ کو محض ایک مقامی مسئلہ سمجھ کر اس کی طرف سے بے اعتنائی نہیں برتنا چاہیئے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ فتنہ عالمگیر بھی ہے اور زمین گیر بھی۔ لہذا اس کے انسداد کے لئے اسی قسم کی عالمگیر کوششوں کی ضرورت ہے۔ اس سلسلہ میں افغانستان نے جو رویہ اختیار کر رکھا ہے وہ خود اس امر کی شہادت ہے کہ ڈاکٹر اورنگ شاہ نے جو کچھ ستمبر ۱۹۵۴ء میں کہا تھا وہ محض پروپیگنڈہ کا ڈھونگ نہیں تھا بلکہ حقیقت پر مبنی تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ کھچڑی اندر ہی اندر بہت دیر سے پک رہی تھی اور اب اسے اس شکل میں باہر لایا جا رہا ہے۔ جب انہیں بزعم خویش اس کا یقین ہو گیا ہے کہ اگر انہوں نے اس سوال کو آگے بڑھایا تو بعض گوشوں سے انہیں یقیناً اس کی تائید حاصل ہو جائے گی۔

ہم پاکستان کے ارباب بست وکشاد سے درخواست کریں گے کہ وہ کشمیر کے مسئلہ سے عبرت حاصل کریں اور اس نئے فتنہ کے استیصال میں تعویق سے کام نہ لیں۔ مسئلہ کشمیر نے ہمیں یہ سبق دیا ہے کہ ان معاملات میں تاخیر، دشمن کے حق میں اور ہمارے خلاف جاتی ہے۔ لہذا ضرورت ہے کہ اس کے متعلق ایک دفعہ بیٹھ کر پختہ فیصلہ کر لیا جائے۔ اور پھر اس فیصلہ پر عمل درآمد کرنے کے لئے پوری ہمت سے کام لیا جائے۔ یہ مسئلہ بھی کشمیر کے مسئلہ کی طرح پاکستان کی موت اور زندگی سے تعلق رکھتا ہے اس لئے ہمیں یقین ہے کہ پاکستان کا ہر بہی خواہ اس باب میں ہر قسم کی قربانی کے لئے، ہر وقت تیار رہے گا۔

خطرہ سر پہ

آج (۱۰ر اکتوبر کی صبح) ریڈیو سے یہ خبر نشر ہوئی ہے کہ امریکہ اور برطانیہ نے حکومت مصر کو متنبہ کیا ہے کہ وہ اسرائیل کے خلاف اپنے جنگی اقدامات کو بند کرے ورنہ یہ حکومتیں مصر کو کچل دیں گی۔

مصر کی موجودہ سیاسی روش کے متعلق پچھلے دنوں جو کچھ طلوع اسلام میں لکھا جا رہا ہے اگر آپ اسے سامنے لائیں تو یہ حقیقت منکشف ہو جائے گی کہ ہم جس خطرہ سے ڈر رہے تھے وہ وہمی اور قیاسی نہیں تھا۔ مصر کی سیاسی روش نے مشرق وسطیٰ اور اس کے نواحیات کے مسلمانوں کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا ہے۔ پاکستان۔ ایران۔ عراق اور ترکی ایک بین الاقوامی معاہدہ کی رو سے امریکہ اور برطانیہ کے حلیف بن چکے ہیں اور دوسری طرف، مصر، شام، سعودی عرب (اور افغانستان) روس کی طرف جھک چکے ہیں۔ آپ سوچئے کہ کل کو اگر امریکہ اور روس کے متضاد بلاکوں میں جنگ چھڑ گئی تو مسلمانوں کے ان ممالک کا کیا حشر ہوگا؟ ہوگا یہ کہ روس اور امریکہ (خواہ اپنے اپنے گھروں میں بیٹھے رہیں) مسلمانوں کے یہ ممالک ایک دوسرے سے ٹکرا کر ختم ہو جائیں گے اور آخر الامر فتح روس کی ہو یا امریکہ کی، مسلمان بہرحال مٹ چکے ہوں گے۔

ہم نے اس باب میں گزارش کیا تھا کہ مسلمان ممالک کو چاہیئے کہ اپنا ایک جداگانہ بلاک بنا کر، روس اور امریکہ سے متحدہ طور پر گفتگو کریں اور پھر جو فیصلہ بھی کرنا ہو متفقہ طور پر کریں۔ اس سے انہیں امداد بھی آسان شرطوں کے ساتھ مل جائے گی اور باہمی ٹکراؤ کے امکانات بھی ختم ہو جائیں گے۔ لیکن افسوس کہ مصر نے اس معاملہ پر کوئی توجہ نہ دی اور پاکستان۔ عراق وغیرہ کے علی الرغم ایک مخالف بلاک کے سرغنہ کی پوزیشن اختیار کر لی۔ اسی کا نتیجہ امریکہ اور برطانیہ کی طرف سے وہ دھمکی ہے جس کا ذکر اوپر کیا گیا ہے۔

اب دیکھئے کہ صورت حالات کیا ہو گی؟ روس جی سے چاہے گا کہ مصر کسی نہ کسی طرح امریکہ اور برطانیہ سے الجھ جائے۔ اس الجھاؤ کا لازمی نتیجہ امریکن روسی بلاکوں کا باہمی ٹکراؤ ہوگا۔ یعنی پاکستان۔ ایران۔ عراق ترکی کے بلاک کا مصر، شام، سعودی عرب (اور افغانستان) کے بلاک سے ٹکراؤ! سوچئے کہ اس آسمان کے نیچے اس سے بدبخت شکل کوئی اور بھی ہو سکتی ہے کہ کرۂ ارض کے اہم ترین خطہ کے مسلمان اس طرح باہم گر ٹکرا کر آغشتۂ خاک و خون ہو جائیں۔ اور قیامت بر قیامت یہ کہ اسرائیل، جو پورے کے پورے جسد اسلامی کے لئے خار پہلو ہی نہیں بلکہ خار چشم ہے، ان کی اس کمزوری کے بعد مزید طاقت حاصل کرلے۔

اُف! کس قدر روح فرسا ہے یہ منظر اور کیا جگر خراش ہے یہ تصور! ہم حکومت مصر کے ارباب بست وکشاد سے اب بھی درخواست کریں گے کہ وہ اپنی روش کے بہاؤ میں نہ بہے جائیں۔ بلکہ ذرا تھم کر سوچیں کہ یہ راستہ انہیں کس طرف لئے جا رہا ہے۔ اب بھی وقت ہے کہ وہ مختلف اسلامی ممالک کو پکار کر ایک جگہ جمع کریں۔ اور پھر روس کی پیش کش یا امریکہ کی دھمکی کا جواب ایک متحدہ محاذ کی طرف سے دیں۔

ہم پاکستان کے ارباب حل وعقد سے بھی درخواست کریں گے کہ وہ اسرائیل کے مسئلہ کو خاص اہمیت دیں۔ اور امریکہ۔ برطانیہ کی اس دھمکی کو صرف مصر کے خلاف سمجھ کر مطمئن نہ ہو جائیں۔ یہ دھمکی (جو بالواسطہ نہیں بلکہ بلا واسطہ اسرائیل کی تائید وتقویت کا اعلان ہے) پورے کے پورے عالم اسلام کے خلاف ہے۔ یہ نازک وقت حکومت پاکستان کی خارجی پالیسی کے لئے سخت امتحان کا وقت ہے اور ملک کی نگاہیں ان کے فیصلہ کی منتظر ہیں۔ روس کی آئیڈیالوجی اور اسرائیل کی حکومت دونوں عالم اسلامی کے لئے تباہی کا موجب ہیں۔ دیکھنا یہ ہے کہ پاکستان اس مرحلہ کو کس حسن کارانہ انداز سے طے کرتا ہے۔ (پرچہ کے پریس میں جانے تک اس خبر کی توثیق اخبارات سے نہیں ہوئی)

دو قومی نظریہ

مشرقی پاکستان کی عوامی لیگ نے بالآخر فیصلہ کر لیا ہے کہ ان کی جماعت کے دروازے غیر مسلموں کے لئے بھی کھول دیئے جائیں۔ اس فیصلہ کے ساتھ انہوں نے یہ مطالبہ بھی کیا ہے (اور یہ مطالبہ اس فیصلے کا منطقی نتیجہ ہے) کہ جداگانہ انتخابات کی بجائے مخلوط انتخابات ہونے چاہئیں۔ فیصلے کی وجہ جواز یہ دی گئی ہے کہ چونکہ ملک یکساں طور پر تمام فرقوں کا ہے لہذا ہر فرقے کو سیاست میں کام کرنے کا برابر اور پورا موقع ملنا چاہیئے اور مطالبے کا جواز یہ ہے کہ چونکہ غیر مسلم خود جداگانہ انتخابات پسند نہیں کرتے لہذا ان پر اسے ٹھونسا نہیں جا سکتا۔ نیز مسلمان اکثریت میں ہیں اس لئے انہیں جداگانہ انتخابات پر اصرار نہیں

کرنا چاہیئے، کیونکہ تحفظ کی ضرورت اقلیتوں کو ہوتی ہے نہ کہ اکثریت کو۔

سیاست کے ہنگامی مصالح کو دیکھا جائے تو اس فیصلے اور مطالبے کا مقصد صاف ظاہر ہے۔ عوامی لیگ صوبے اور مرکز دونوں میں مخالفت بنچوں پر ہے۔ یعنی وہ دونوں جگہ وزارتوں سے محروم ہے۔ یہ صدمہ کسی سیاست داں کا بھی دماغی توازن خراب کر سکتا ہے۔ عوامی لیگ کا اس سے غیر معمولی طور پر متاثر ہونا اور زیادہ قابلِ فہم ہے کیونکہ دونوں وزارتیں پکے ہوئے پھل کی طرح اس کی جھولی میں گرا ہی چاہتی تھیں کہ ان کے حریفوں نے آگے بڑھ کے انہیں اپنے دامن میں لے لیا، وہ دن اور آج کا دن عوامی لیگ، بالعموم اور ان کے قائد سہروردی بالخصوص معقولیت اور اعتدال دونوں کو کھو بیٹھے۔ اس دہری محرومی کے بعد اس جماعت کا جو کردار مجلس دستور ساز میں دیکھنے میں آیا وہ لائق ہزار مذمت ہے۔ اس کی بناء پر مسٹر سہروردی جیسے کہنہ سال سیاست داں نے اپنے تیار کئے ہوئے مسودہ وحدتِ مغرب کی مخالفت کی۔ درانحالیکہ وہ اصل وحدت کے مخالف نہیں تھے۔ (انہوں نے ان دنوں لاہور میں صاف طور پر کہا ہے کہ وہ ایک یونٹ کے خلاف نہیں بلکہ اسے ملک کے لئے مفید سمجھتے ہیں) اس جفائے وفا نما کے علی الرغم وحدتِ مغرب کا مسودہ پاس بھی ہوا، اور وہ ایک زندہ حقیقت بھی بن گیا۔ اب کم از کم عوامی لیگ کے لئے ایوانِ حکومت میں داخلے کا کوئی راستہ نظر نہیں آتا۔ چنانچہ آیندہ انتخابات کو سامنے رکھ کر وہ ہر تنکے کا سہارا لے رہی ہے۔ مشرقی پاکستان میں وہ کھلم کھلا ہندوؤں کو ساتھ ملانا چاہتی ہے تاکہ اس کی ساری قوت اس کی پشت پر ہو اور وہ اس کے کسی حریف کا ساتھ نہ دے سکیں، اور مغرب میں وہ مخالفینِ وحدت کو ساتھ ملانے کے لئے بھاگ دوڑ کر رہے ہیں۔ اس کے لئے عوامی لیگ نے یہ شوشہ چھوڑا ہے کہ اگر وہ برسرِ اقتدار آئی تو وحدتِ مغرب سے متعلق عوام کی رائے دریافت کرے گی۔ (واضح رہے کہ مجلسِ دستور ساز عوامی لیگ کا استصواب سے متعلق مطالبہ بھاری اکثریت سے مسترد کر چکی ہے)

گو بظاہر یہ انتخابات کے سلسلہ میں اپنے لئے زیادہ سے زیادہ مددگار حاصل کرنے کی کوشش ہے۔ لیکن یہ مددگار کس قسم کے لئے جا رہے ہیں؟ بنگالی ہندوؤں نے پاکستانی سیاسیات کو جس حد تک مسموم کیا ہے وہ اظہر من الشمس ہے۔ یہ اسی ذہنیت کا نتیجہ ہے کہ ہماری سیاست میں آٹھ سال تک توازن پیدا نہیں ہو سکا۔ لیکن اب جب وحدتِ مغرب سے اس حقیقتِ منتظر کے لباسِ مجاز میں نظر آنے کے سامان ہوئے ہیں تو عوامی لیگ آگے بڑھ کر ہندوؤں کو پوری طرح میدان میں لے آنا چاہتی ہے تاکہ وہ پس پردہ تاریں ہلانے کی بجائے کھلے میدان عنانِ سیاست کو اپنے قابو میں رکھ سکیں۔ بنگالی اربابِ سیاست کو جس طرح اپنا آلۂ کار بناتا چلا آرہا ہے، اور اس کے جو نتائج و عواقب منظرِ عام پر آئے ہیں وہ غایت درجے کی جگر پاش داستان ہے اور علیحدہ تبصرے کی محتاج۔ اب وہ کھلم کھلا سامنے آکر جس کردار کا مظاہرہ کریں گے اس کا کامل صبر و سکون سے اندازہ کرنے کے لئے عوامی لیگ کا ہی دل گردہ چاہیئے۔ بنگال میں تو ان ہندوؤں کو ساتھ ملایا جائے گا اور مغربی پاکستان میں ان کے ہم سفر وہ طائفہ ہوگا جس نے آج تک پاکستان کے حق میں بھولے سے بھی خیر کا ایک کلمہ تک نہیں کہا۔ وہ وحدتِ مغرب کے مخالف ہیں تو محض اس لئے کہ وہ دیکھ رہے ہیں کہ اس سے پاکستان کی اساس مضبوط ہوتی ہے۔ ان کو یہ جھکیہ دیا گیا ہے کہ برسرِ اقتدار آکر وحدت کے سوال کو دوبارہ زیرِ بحث لایا جائے گا۔ ان عناصر کو دایاں اور بایاں بازو بنانے کی کوشش کرکے عوامی لیگ ایسا کھیل کھیل رہی ہے جس کے نتائج خطرناک ترین ہوں گے لیکن ملک کی کشتی پار ہو یا درمیان دریا رہے عوامی لیگ کو اپنی طغیانیوں سے کام!

یہ کھیل ہنگامی مصالح کے نقطۂ نگاہ سے بھی ملک کے لئے مفید نہیں لیکن اس کا ایک اصولی پہلو بھی ہے جو اس سے اہم تر ہے۔ ہندوؤں کو جماعت میں شریک کرنے اور ان سے مل کر مشترکہ انتخابات رائج کرنے کا مطلب یہ ہے کہ مسلمان اور ہندو ایک ہی قوم ہیں۔ دونوں پاکستان میں رہنے کی وجہ سے پاکستانی ہو سکتے ہیں لیکن سوال ان کے ایک ملت ہونے کا ہے۔ یہ صورت کہ ہندو اور مسلمان ایک قوم ہیں، مسلمانوں نے ہندوستان میں قبول نہیں کی تھی۔ وہاں نزاع یہی تھی کہ مسلمانوں نے متحدہ قومیت کا اصول تسلیم نہیں کیا تھا اور اس بناء پر علیحدہ ملک کا مطالبہ کیا تھا کہ وہ جداگانہ قوم ہیں۔ اگر مسلمان بربنائے اسلام جداگانہ قومیت کا مطالبہ نہ کرتے تو ان کے مطالبہ علیحدگی کی کوئی معقول وجہ نہ ہوتی۔ کیونکہ دیگر مطالبات کو ہندوستانی قومیت کے دائرہ میں رہ کر پورا کیا جا سکتا تھا۔ چنانچہ ہندو نے مسلمان کے مطالبہ علیحدگی کو اسی طرح پورا پورا ختم کرنے کی کوشش کی لیکن مسلمان نے کہیں مفاہمت نہیں کی اور اس کا موقف یہی رہا کہ "بٹ کے رہے گا ہندوستان" کیونکہ ہندو اور مسلمان ایک قومیت متحدہ نہیں بن سکتے۔ مسلمانوں کے مطالبۂ علیحدگی اور اس پر اصرار نے ایک عالم کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا تھا اور ان کی روش کو بالعموم بہ نظرِ استحسان نہیں دیکھا جاتا تھا، مگر مسلمان نے مخالفت کی ذرہ بھر پرواہ نہ کی اور اپنے مطالبہ پر اڑا رہا تاآنکہ وہ اپنی جداگانہ مملکت بنانے میں کامیاب ہو گیا۔ آٹھ سال پیشتر مسلمان تو مسلمان کوئی غیر مسلم بھی یہ گمان نہیں کر سکتا تھا کہ مسلمان اپنی "ضد" سے باز آجائے گا۔ اور اپنے آپ کو مشترک ہندوستانی قوم کا ایک فرقہ سمجھنے پر رضامند ہو جائے گا۔ اگر غیر مسلم ایسا گمان رکھتے تو وہ یقیناً پاکستان پر راضی نہ ہوتے۔ پاکستان بن جانے کے بعد ایک وشیل نے اس کا اعتراف کر لیا کہ مسلمان پوری دیانتداری سے اپنے آپ کو اسلام کی بنا پر علیحدہ قوم سمجھتے ہیں۔ لیکن نہیں زمانہ یوں سمجھتا ہے تو سمجھا کرے مسلمان کی ذہنیت میں انقلاب واژگوں آ رہا ہے اور وہ جداگانہ قومیت کے مطالبہ سے تائب ہو رہا ہے۔ پاکستان میں باقی رہ جانے والے معدودے چند ہندو اپنی کامیابی پر جتنا بھی فخر کریں کم ہے۔ جو کام غیر منقسم ہندوستان کے تیس کروڑ ہندوؤں سے نہیں ہو سکا تھا وہ بنگال کے ایک کروڑ ہندوؤں نے کر دکھایا اگر یہ ذہنیت عام ہو گئی اور اس ذہنیت کی علمبردار عوامی جماعت برسرِ اقتدار آگئی تو پاکستان جس اساس پر استوار ہوا تھا وہ ختم ہو جائے گی۔ اس کا اور جو بھی نتیجہ نکلے۔ اتنا ضرور ہوگا کہ ملک کی عنانِ اقتدار علانیہ طور پر ہندو کے ہاتھ میں چلی جائے گی۔ اور یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ جب ہندو کے پاؤں رکاب میں ہوں گے اور ہاتھ باگ پر تو پھر منزل کیا ہوگی؟ پنڈت نہرو کشمیر سے محض اس لئے دستبردار نہیں ہو رہے کہ وہ دو قومی نظریہ کو تسلیم نہیں کرتے۔ اب خیر سے مشرقی پاکستان سے انہیں تائید مل جائے گی۔

یہ غنیمت ہے کہ مغربی پاکستان کے متعدد سرکردہ عوامی لیگیوں نے مشرقی پاکستان کی عوامی لیگ کے فیصلے اور مطالبہ کی مذمت کی ہے اور اسے اساسِ پاکستان کے منافی قرار دیا ہے۔ اس سے اتنی تسلی تو ضرور ہو جاتی ہے کہ خود عوامی لیگ کے ارکان بھی تمام تر اس نقطۂ خیال سے متفق نہیں ہیں لیکن یہ تسلی اس حقیقت کے پیشِ نظر چھوٹی تسلی بن جاتی ہے کہ مغربی پاکستان میں ہندو برائے نام ہیں۔ ہندوؤں کی بھاری اکثریت مشرقی پاکستان میں ہے۔ لہٰذا مغربی پاکستان کے عوامی لیگیوں کا مشرقی پاکستان کے فیصلے کی مخالفت کرنا عملاً چنداں وقیع نہیں رہ جاتا۔ نیز اگر مغربی پاکستان اس نظریئے کو قبول نہ بھی کرے تو مشرقی پاکستان میں اس خیال کا عام ہونا آدھے پاکستان کو متاثر کر دیتا ہے۔ اس کا اثر صوبائی سیاست پر ہی نہیں ملکی سیاست پر بھی پڑے گا اور یہ تصور کرنا مشکل نہیں کہ وہ اثر کیا ہوگا کیونکہ ہم ابھی تک اس سے پوری طرح گلو خلاصی حاصل نہیں کر سکے۔ کیا کوئی سوچنے والا ہے جو سوچے کہ یہ کیا خطرہ ابھر رہا ہے؟ یہ خطرہ پاکستان ہی کے خلاف نہیں۔ خود اسلام کے اصولِ اساسی کے خلاف ہے (اس کے متعلق ہم تفصیل سے پھر لکھیں گے)۔

افغانستان کا فتنہ

کابل اور قندھار میں چند ماہ پیشتر افغانستان نے جو اودھم مچایا تھا۔ وہ قضیہ متعدد ممالک اسلامیہ کی توسط سے بڑی مشکل سے مہینوں کے بعد طے ہوا تھا۔ اس سے متعلق مذاکرات کے دوران میں افغانستان جس غیر ذمہ داری اور بیہودگی کا مظاہرہ کرتا رہا، اس سے ایک لمحہ کے لئے بھی یہ غلط فہمی پیدا نہیں ہوتی تھی کہ اس کے حکمرانوں کے دماغ سے پاکستان دشمنی کا خناس نکل گیا ہے۔ از بس غنیمت ہے کہ پاکستان نے مفاہمت ہی کو ترجیح دی اور قانونی اور اخلاقی طور پر سخت سے سخت اقدام کرنے میں حق بجانب ہونے کے باوجود اس

نے یہ گوارا نہیں کیا کہ دونوں مسلمان ممالک میں کشیدگی پیدا ہو جائے اور باقی رہے۔ اور دنیا اس کا تماشا دیکھے۔ چنانچہ اس نے افغان حکمرانوں کی ناجائز ضد کی بھی پروا نہ کی اور اس قضیہ کو ختم کر دیا۔ لیکن جو ہاتھ افغان طائفہ کی پیٹھ ٹھونک رہے ہیں۔ اور بساطِ عالم پر اس مہرے کو کھیل رہے ہیں، وہ کہاں اسے نچلا بیٹھنے دے سکتے ہیں۔ چنانچہ دیکھتے ہی دیکھتے ایک اور فتنہ کھڑا کر دیا گیا۔ کابل کے وزیر اعظم سردار داؤد خاں نے خواہش ظاہر کی کہ وہ وزیر اعظم پاکستان سے ملاقات کرنا چاہتے ہیں۔ انھیں جواب دیا گیا کہ بسر و چشم تشریف لایئے۔ انھوں نے جواب میں کہا کہ وہ ۲۰ اکتوبر سے پہلے ملاقات چاہتے ہیں۔ اس کے جواب میں انھیں بتا دیا گیا کہ فلاں فلاں تاریخوں میں ملاقات ہو سکتی ہے۔ بات صاف تھی اور ملاقات ہو جانی چاہیئے تھی، لیکن نہیں سردار صاحب اپنی آستین کا دشنۂ پنہاں نکالتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ وہ ۲۰ اکتوبر سے پہلے تشریف نہیں لا سکتے (حالانکہ انھوں نے خود اس تاریخ سے پہلے ملنے کی خواہش ظاہر کی تھی) البتہ بعد کی کوئی تاریخ مقرر کی جائے۔ اور ملاقات تک وحدت مغربی کے منصوبہ پر عمل درآمد نہ کیا جائے۔ سردار صاحب کو نلک نے خوابگی زعلا کر دی ہے مگر وہ ان بنیادی آداب تک کو خاطر میں لانے کے لئے تیار نہیں جو دو حکومت کے سربراہوں کے مابین ملحوظ رکھے جاتے ہیں۔ آپ نے ذرا سی بھی دیانت اور صاف گوئی سے کام نہ لیا اور ملاقات سے پہلے یہ نہ بتایا کہ ملاقات کا محرک کیا ہے۔ اس کا کم سے کم جواب انھیں یہی دیا جا سکتا تھا کہ اگر شرطِ وصل لیلیٰ یہی ہے تو ہم معذور ہیں۔ یہ جواب سن کر آپ آگ بگولا ہو جاتے ہیں۔ اور کراچی میں متعین افغانی سفیر کو واپسی کا حکم دے دیتے ہیں۔

جیسی افغانی حکومت ویسے اس کے سفیر۔ سردار عتیق خاں بھی جاتے جاتے ایک پریس کانفرنس طلب کرتے ہیں اور اس میں فرماتے ہیں کہ ان کی واپسی وحدت مغرب کے خلاف احتجاج ہے۔ انھوں نے پھر استصواب کا مطالبہ کیا اور کہا کہ سنہ ۱۹۲۱ء کا معاہدہ جس کی رو سے افغانستان اور پاکستان کے مابین موجودہ سرحد تسلیم ہوئی تھی۔ ان کے نزدیک ناقابل قبول ہے۔ اس بات سے قطع نظر کہ وحدت مغربی پاکستان کا اندرونی معاملہ ہے اگر مطالبہ استصواب کا جائزہ لیا جائے تو اس کی زد خود افغانستان پر پڑتی ہے۔ وہ پختونستان کا ڈھونگ کھڑا کرتا ہے اور صورت یہ ہے کہ پاکستان میں پشتو والوں کی تعداد ان سے کہیں زیادہ ہے جو افغانستان میں آباد ہیں۔ اس کے پیش نظر تو استصواب یہ ہونا چاہیے کہ افغانستان کے پختون پاکستان کے پختونوں سے ملنا چاہتے ہیں؟ اس کے ساتھ ہی افغانستان میں فارسی بولنے والوں کی اکثریت ہے۔ حق و انصاف کا تقاضا ہے کہ ان سے بھی پوچھ لیا جائے کہ کیا وہ افغانستان میں رہنے کے لئے تیار ہیں یا علیحدہ ہونا پسند کریں گے۔ اگر ایسا کیا جائے تو افغانی حکمرانوں کے پاس شاید ان کے محل ہی رہ جائیں۔

سنہ ۱۹۲۱ء کے معاہدے کی دلیل بھی کم دلچسپ نہیں یہ معاہدہ افغانستان اور برطانوی حکومت ہند کے مابین طے ہوا تھا اس کی رو سے برطانیہ نے افغانستان پر اپنا تصرف چھوڑا تھا اور اسے آزاد تسلیم کر لیا تھا۔ اسی کی رو سے اسے موجودہ پاکستان کے راستے بیرونی دنیا سے تجارت کرنے کی آسانیاں دی گئی تھیں۔ لہٰذا اگر اس معاہدہ کو کالعدم قرار دیا جائے تو جہاں افغانستان کی یہ خواہش پوری ہو گی کہ موجودہ سرحد قابل تسلیم نہیں رہے گی، وہاں اسے پاکستان کے ذریعہ تجارت سے ہی نہیں بلکہ آزادی تک سے دستبردار ہونا پڑے گا۔ اگر وہ اس معاہدہ کو منسوخ کر کے برطانیہ کے تصرف میں جانے کے لئے تیار ہے تو وہ شوق سے ایسا کرے۔

دراصل یہ معاملہ قانونی موشگافیوں یا انصاف و معقولیت کا نہیں بلکہ عربی محاورے کے مطابق دیوار پھاڑنے کی ذمہ داری کیل پر نہیں بلکہ اس پر ہے جو کیل کو ٹھونک رہا ہے۔ یہ فتنہ ان کا پیدا کیا ہوا ہے جو نہیں چاہتے کہ پاکستان اطمینان کا سانس لے اور اندرونی طور پر مستحکم ہو سکے اور دنیائے اسلام کو متحد کر سکے (اس سلسلہ میں لمعات بھی ملاحظہ کیجئے) یہ مقصد صاف طور پر روس اور ہندوستان کا ہے اور وہ برسوں سے افغانستان پر اپنا سحر پھونکتے چلے آ رہے ہیں چنانچہ یہ محض اتفاق نہیں کہ نئی دہلی کے افغانی قنصل خانے سے یہ اعلان ہوا ہے کہ افغانستان چیکوسلواکیہ سے سامان جنگ خریدے گا۔ وہ روس سے نام نہاد تجارتی معاہدہ بھی کر چکا ہے۔ یہ سب کر گزرنے کے بعد افغانستان کے متعلق کسی قسم کی غلط فہمی نہیں رہ جانی چاہیئے۔ پاکستان ہی کی نہیں بلکہ دنیائے اسلام کی بدقسمتی ہے کہ افغانستان دشمنان اسلام کے ہاتھ میں کٹھ پتلی بن گیا ہے۔ لیکن ہمیں اس چیلنج کا جواب دینا ہو گا۔ اس کا اضطراری جواب ایک ہی ہے اور وہ یہ کہ افغانستان کو ترکی بہ ترکی جواب دیا جائے۔ پاکستان ایسا کرنے میں پوری طرح حق بجانب ہے۔ اور اندرونِ ملک عوامی جذبات بھی اسی قسم کے ہیں۔ اس سخت جواب کا اثر ضرور ہو گا۔ لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ افغانستان کو سبق سکھلانے سے کہیں زیادہ اہم اور اصولی کام یہ ہے کہ ساعی اتحاد کو تیز تر کر دیا جائے۔ اور جو جو مسلمان ممالک رشتۂ وحدت میں منسلک ہو سکتے ہیں انھیں اکٹھا کر کے ایک دفاعی تنظیم کی تشکیل کر لی جائے۔ جیسا کہ ہم بار بار کہہ چکے ہیں کہ اس کی واحد صورت ... ... معاہدہ بغداد کی توسیع اور اس کی عملی تعبیر ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ جوں جوں اس منصوبہ میں رنگ عمل بھرتا جائے گا مسلمان ممالک کے لئے اس میں دلکشی بڑھتی جائے گی۔ معاہدین بغداد کو افغانستان سے کہیں زیادہ مصر کو نگاہ میں رکھنا چاہیئے۔ اس نے بھی اپنا رشتہ ہندوستان سے جوڑ رکھا ہے اور روس کی طرف آنکھیں اٹھا اٹھا کر دیکھ رہا ہے مصر اور افغانستان علامات ہیں مرض افتراق کی۔ اس کا شافی اور دائمی علاج وحدت اور استحکام ہے۔

کیا آپ نے یہ کتابیں دیکھی ہیں؟

مزاج شناس رسول — یہ کون جانتا ہے کہ صحیح احادیث کونسی ہیں اور غلط کونسی؟ مزاج شناس رسول، مزاج شناس کون ہیں؟ اس کی تفصیل اس کتاب میں ملے گی۔ ۴۴۴ صفحات ——— قیمت چار روپے

مقام حدیث — حدیث کے متعلق تمام اہم سوالات کے تفصیلی جواب۔ احادیث کے متعلق اتنی معلومات کسی جگہ یکجا نہیں ملیں گی۔ دو جلدیں ہر جلد کے قریباً چار سو صفحات۔ اور قیمت فی جلد ——— چار روپے

فردوس گم گشتہ — (از پرویز) ان مضامین کا مجموعہ جنہوں نے تعلیمیافتہ نوجوانوں کی نگاہ کا زاویہ بدل دیا۔ خالص ادبی نقطۂ نگاہ سے۔ اردو لٹریچر کی بلند پایہ تصنیف۔ ۴۰۴ صفحات ——— قیمت چھ روپے

نوادرات — (از علامہ اسلم جیراجپوری) علامہ موصوف کے مضامین کا نادر مجموعہ۔ چار سو صفحات ——— قیمت چار روپے

اسلامی معاشرت — (از پرویز) مسلمان کے عادات و خلاق کا خاکہ۔ رہنے سہنے کے ڈھنگ۔ سرکاری ملازمین کے فرائض و واجبات۔ انفرادی اور اجتماعی زندگی کا ہر اسلوب قرآنی آئینہ میں صفحات ۱۹۲۔ قیمت دو روپے

نظام ربوبیت — (از پرویز) انسان کے معاشی مسائل کا قرآنی حل اور ذاتی ملکیت کا قرآنی تصور دورِ حاضرہ کی عظیم کتاب ضخامت تین سو صفحے
قیمت (قسم اول) ——— چھ روپے
(قسم دوم) غیر مجلد ——— چار روپے

اقبال اور قرآن — (از پرویز) علامہ اقبال کے قرآنی پیغام سے متعلق محترم پرویز صاحب کے انقلاب آفریں مقالات کا مجموعہ
ڈسٹ کور کے ساتھ۔ صفحات دو سو چھپن (۲۵۶) ——— قیمت دو روپے

تمام کتابیں مجلد ہیں اور گرد پوش سے آراستہ۔ محصول ڈاک ہر حالت میں بذمہ خریدار

ملنے کا پتہ: ادارہ طلوع اسلام۔ پوسٹ بکس نمبر ۱۱۴۲/۳۴۳۔ کراچی

تاریخی شواہد

(۳۵)

اس واقعۂ جلیلہ کے متعلق قرآن کریم کا بیان ختم ہوا۔ لیکن آگے بڑھنے سے پہلے ایک غلط فہمی کا ازالہ ضروری ہے۔ بعض لوگ جو قرآن کریم کے اس معجزانہ طریق بیان اور حضرت ابراہیمؑ کے اس مخصوص طریق استدلال کی حقیقت کو نہیں پہچانتے وہ اس غلطی میں مبتلا ہو جاتے ہیں کہ (معاذ اللہ) حضرت ابراہیمؑ نے ستارہ، چاند اور سورج کو کچھ وقت کے لئے اپنا پروردگار سمجھ لیا تھا اور اُن کے غروب ہونے کے بعد ان کی معبودیت سے بیزاری ظاہر کی تھی۔ یہ غلط فہمی اپنے بطلان کے لئے کسی خاص دلیل و برہان کی محتاج نہیں۔ جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ نبی، منصب نبوت و رسالت کے لئے مشیتِ خداوندی کے تحت شروع ہی سے تیار کیا جاتا ہے۔ اس لئے وہ ان امور میں جو حقیقت کے خلاف ہوتے ہیں اپنے ماحول اور وراثت کے اثرات سے بالکل متاثر نہیں ہوتا۔ لہٰذا یہ تسلیم کرنا کہ ایک نبی، حکماء و عقلاء کی طرح، ذاتی تجارب، و مشاہدات کی ٹھوکروں کے بعد استقرائی طور پر صحیح نتیجہ پر پہنچتا ہے، حقیقتِ نبوت سے بیگانگی کی دلیل ہے۔ نبوت اکتسابی ملکہ نہیں جسے تجارب و مشاہدات سے حاصل کیا جائے وہ خدا کی موہبتِ عظمیٰ ہے جس کا نزول قلبِ رسالت مآب پر ہوتا ہے۔ لہٰذا حضرت ابراہیمؑ کے متعلق یہ سمجھنا کہ وہ (معاذ اللہ) کواکب پرستی کی شرک کے بعد توحید کی طرف آتے تھے ایک ایسی جسارت ہے جس کے تصور سے روح کانپتی ہے۔ خود قرآن کریم نے جس انداز و ترتیب سے اس واقعہ کو بیان کیا ہے وہ اس پر شاہد ہے کہ یہ حضرت ابراہیمؑ کے (معاذ اللہ) اعترافِ کواکب پرستی کا بیان نہیں بلکہ قوم کے سامنے حقیقت سے پردہ اٹھانے کا ایک مؤثر انداز ہے جس میں نظری دلائل کے بجائے عینی مشاہدہ کے طریقہ کو ترجیح دی گئی ہے۔ واقعہ کی ابتدا بُت پرستی کے خلاف حضرت ابراہیمؑ کے اعتراض سے ہوتی ہے (دیکھئے ۶/۷۴) اس کے بعد وَكَذٰلِكَ نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (۶/۷۵) سے ظاہر ہے کہ اس واقعہ سے پہلے ہی حضرت ابراہیمؑ ملکوت ارض و سموات (نظام ارضی و سماوی) کے متعلق مقام علم و یقین تک پہنچ چکے تھے۔ اس کے بعد اصل واقعہ فَلَمَّا سے شروع ہوتا ہے جو دونوں آیتوں کے باہمی تعلق کی ایک محکم کڑی ہے یعنی پہلے نظام ارضی و سماوی کے رازہائے سربستہ حضرت ابراہیمؑ پر منکشف کئے گئے اور اس کے بعد (فَلَمَّا) یہ واقعہ پیش آیا۔ اس واقعہ کی آخری آیت (۶/۷۸) میں ارشاد ہے کہ جب سورج بھی ڈوب گیا تو قَالَ يٰقَوْمِ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ حضرت ابراہیمؑ نے اپنی قوم سے کہا کہ میں تمہارے شرک سے بیزار ہوں۔ قوم سے تخاطب اس امر کی شہادت ہے کہ حضرت ابراہیمؑ یہ باتیں اپنی قوم کو سمجھا رہے ہیں، سورج، چاند، اور ستاروں کے حالات پر غور کر کے (معاذ اللہ) اپنے شرک سے تائب نہیں ہو رہے۔ اس سے بھی آگے بڑھئے آیت ۸۰ میں ارشاد ہے وَحَاجَّهٗ قَوْمُهٗ آپ کی قوم نے آپ سے جھگڑا شروع کر دیا۔ یہ جھگڑا خود پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ سارا معاملہ قوم کے ساتھ پیش آیا تھا اور پھر آخری آیت (۶/۸۳) نے تو اس معاملہ کو بالکل شک و شبہ سے بلند کر کے رکھ دیا ہے جہاں فرمایا کہ وَتِلْكَ حُجَّتُنَآ اٰتَيْنٰهَآ اِبْرٰهِيْمَ عَلٰي قَوْمِهٖ یہ وہ دلیلِ محکم (حجت) و برہان قاطع تھی جو ہم نے (خود اللہ تعالیٰ نے) قوم کے خلاف حضرت ابراہیمؑ کو عطا فرمائی تھی۔ یعنی یہ واقعہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بطور دلیل و حجت پیش کیا گیا تھا۔ اب اس کے بعد معلوم نہیں کون سی چیز مبہم رہ جاتی ہے جو ذہن کو حضرت ابراہیمؑ کی (معاذ اللہ) ستارہ پرستی کی طرف منتقل کرائے سوا اس کے کہ اسرائیلیات کے تتبع میں ہمارے بعض مفسرین نے ایسا لکھ دیا ہے۔

لطیف نظری دلائل کے بجائے محسوس عینی مشاہدات سے احقاقِ حق اور ابطالِ باطل کا یہ پہلا واقعہ تھا۔ اب دوسرا واقعہ سامنے آتا ہے۔ حضرت ابراہیمؑ نے اصنام پرستی کے خلاف جو حقیقت کشا دلائل پیش کئے تھے ان کا ذکر پہلے آچکا ہے جب قوم نے ان پر کان نہ دھرا تو اس باب میں بھی حضرت ابراہیمؑ نے ایک دوسرا طریق استدلال اختیار کیا۔ یہ واقعہ قرآن کریم نے دو مقامات پر بیان کیا ہے۔ ایک سورۂ انبیاء اور دوسرے سورۂ صٰفّٰت میں۔ سورۂ انبیاء کے پانچویں رکوع کو دیکھئے۔ ابتدا یوں ہوتی ہے۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَآ اِبْرٰهِيْمَ رُشْدَهٗ مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا بِهٖ عٰلِمِيْنَ ۝ (۲۱/۵۱)

اور اس سے پہلے ہم نے ابراہیم کو اس کے مطابق سمجھ بوجھ عطا فرمائی تھی اور ہم اس کی حالت سے بے خبر نہ تھے۔

اس کے بعد وہ اپنے باپ اور قوم سے کہتے ہیں کہ ذرا سوچو تو سہی کہ یہ مٹی کی مورتیاں کون سے اختیار و اقتدار کی مالک ہیں جو تم انہیں اپنا معبود بنائے بیٹھے ہو؟ اس کے جواب میں انہوں نے کہا کہ ان مورتیوں کی عبادت کوئی نئی چیز نہیں۔ یہ تو ہمارے آباء و اجداد سے متوارث چلی آرہی ہے۔ یعنی اُن کے تقدس اور الوہیت اور قوم کے مسلک کی صداقت کی دلیل یہ ہے کہ اس روش کو اسلاف کی سند حاصل ہے۔ حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا کہ کیا تم اور کیا تمہارے آباء و اجداد سب کھلی ہوئی گمراہی میں ہو۔

قَالَ لَقَدْ كُنْتُمْ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ (۲۱/۵۴)

ابراہیمؑ نے کہا "یقین کرو، تم خود بھی اور تمہارے باپ دادا سب صریح گمراہی میں پڑے ہو۔

قوم کی ذہنیت اس درجہ مفلوج ہو چکی تھی کہ وہ سراپا استعجاب تھے کہ یہ "لڑکا" بالآخر کہتا کیا ہے! "یہ تقدس اور الوہیت کے مجسمے عاجز و درماندہ ہیں" "تم اور تمہارے آباء و اجداد سب کھلی ہوئی گمراہی میں ہو"!! انہوں نے کہا کہ کیا تم یہ سب کچھ سچ مچ (Seriously) کہہ رہے ہو یا محض بطور تفننِ طبع؟

قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ اَمْ اَنْتَ مِنَ اللّٰعِبِيْنَ ۝ (۲۱/۵۵)

اس پر انہوں نے کہا۔ "تو ہم سے سچ مچ کہہ رہا ہے یا مزاح کر رہا ہے"؟

حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا کہ اگر یہ بات اب بھی تمہاری سمجھ میں نہیں آسکی کہ یہ مجسمے مجبور و درماندہ ہیں اور ان میں کسی قسم کی کوئی قدرت نہیں تو۔

وَتَاللّٰهِ لَاَكِيْدَنَّ اَصْنَامَكُمْ بَعْدَ اَنْ تُوَلُّوْا مُدْبِرِيْنَ ۝ (۲۱/۵۷)

خدا! میں ضرور تمہارے ان بتوں کے خلاف ایک تدبیر کروں گا۔ جب تم سب پیٹھ پھیر کے چل دو گے۔

پھر دیکھوں گا کہ یہ بُت کس طرح اپنے آپ کو بچا لیتے ہیں یا مجھ پر کوئی آفت ڈھا دیتے ہیں۔ لوگوں نے ان کی یہ بات ایک کان سے سنی اور دوسرے کان سے نکال دی۔ ان کے دل میں ان بتوں کی عظمت و تصرف کی عقیدت اس قدر گہری تھی کہ یہ بات ان کے حیطۂ تصور میں بھی نہ آسکتی تھی کہ کوئی شخص ان کی طرف انگلی بھی اٹھا سکتا ہے! لیکن حضرت ابراہیمؑ کو تو ان عقل کے اندھوں کو دکھا دینا تھا کہ یہ پتھر کی مورتیاں کس درجہ بے بس ہیں۔ معبد خالی ہوا تو انہوں نے موقع پا کر ایک ایک بُت کے ٹکڑے کر دیئے اور سب سے بڑے بُت کو اُسی طرح رہنے دیا کہ (جیسا کہ آگے چل کر معلوم ہو گا) اس سے یہ تدبیر زیادہ نتیجہ خیز ہو گئی۔

فَجَعَلَهُمْ جُذٰذًا اِلَّا كَبِيْرًا لَّهُمْ لَعَلَّهُمْ اِلَيْهِ يَرْجِعُوْنَ ۝ (۲۱/۵۸)

چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا، اس نے بتوں کو توڑ کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ صرف ایک بُت جو ان میں بڑا سمجھا جاتا تھا، چھوڑ دیا، شاید وہ اس کی طرف رجوع کریں۔

ابلیس و آدم — از پرویز ← قیمت۔ چار روپے

مجلسِ اقبال

مثنوی اسرارِ خودی

باب سوم

ہم یہ درخواست حضورِ رسالت مآب سے اس لئے کر رہے ہیں کہ دنیا اور آخرت دونوں میں ہماری ناموس آپ ہی کے دامن سے وابستہ ہے۔ دنیا میں بھی ہمارے پردہ دار آپ ہیں اور آخرت میں بھی ہماری عزت آپ ہی کے نام سے ہے۔

لطف و قہرِ او سراپا رحمتے
آں بہ یاراں ایں بہ اعدا رحمتے
آنکہ بر اعدا درِ رحمت کشاد
مکہ را پیغام لا تثریب داد

حضورؐ کا جمال اور جلال آپ کی سختی اور نرمی دونوں باعثِ رحمت ہوتے ہیں۔ نرمی دوستوں کے لئے باعثِ رحمت اور سختی دشمنوں کے لئے باعثِ کرم۔ جس طرح ایک طبیب کا مرہم اور اس کا نوکِ نشتر دونوں مریض کے لئے باعثِ رحمت ہوتے ہیں۔ جو زخم مرہم سے مندمل ہو سکتا ہو اس کے حق میں مرہم باعثِ شفا ہوتا ہے لیکن جو ناسور بہت گہرا ہو چکا ہو اور اس کے لئے نشتر کا استعمال ناگزیر، اس مریض کے حق میں نشتر کی تیزی اور اس طریقۂ علاج کی سختی بھی باعثِ رحمت ہوتی ہے۔ معمولی چوٹ کا علاج نرم نرم مالش سے ہو جاتا ہے۔ لیکن جب ہڈی ٹوٹ جائے تو اس کو دو لکڑیوں کے درمیان رکھ کر سختی سے باندھنا پڑتا ہے یا پلاسٹر کے پتھر میں مہینوں تک جکڑ دینا ہوتا ہے۔ بظاہر اس طریقۂ علاج میں سختی اور درشتی نظر آتی ہے لیکن درحقیقت یہ مریض کے لئے رحمت ہوتا ہے۔ طبیب جانتا ہے کہ کس مقام پر نرمی سے کام چل سکتا ہے اور کہاں سختی کی ضرورت ہوتی ہے۔ قریشِ مکہ کی پیہم مخالفت نے مجبور کر دیا کہ ان کے ساتھ جنگ کی جائے۔ جب وہ مفتوح اور مغلوب ہو گئے تو پابجولان جنگی قیدیوں کی حیثیت سے حضورؐ کے سامنے لائے گئے۔ یہ وہ سردارانِ قریش تھے جنہوں نے گذشتہ بیس سال کے عرصہ میں ضرر رسانی کا کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا تھا۔ لیکن جب حضورؐ نے ان کے چہروں پر نگاہ ڈالی تو ان میں اصلاح اور ندامت کے آثار نظر آئے اس پر آپ نے فرمایا "لا تثریب علیکم الیوم" جاؤ تم سے کوئی مواخذہ نہیں۔ ہم نے سب کو معاف کر دیا۔ اس عفو کا نتیجہ یہ تھا کہ وہ سب کے سب اسلام لے آئے۔

اس کے بعد علامہ اقبال نے یہ بتایا ہے کہ اس نئے آئین کی رُو سے قومیت کا معیار بھی یکسر بدل گیا۔ اس سے پہلے دنیا میں قومیں نسلی۔ وطنی۔ لسانی۔ لونی امتیازات کی رُو سے متشکل ہوتی تھیں۔ لیکن قرآن نے آ کر یہ اعلان کیا کہ ان امتیازات میں سے کوئی بھی مختلف افراد کو ایک قوم کے رشتہ میں منسلک نہیں کر سکتا۔ قومیت کا مدار صرف آئیڈیالوجی ہے۔ جو لوگ قرآن کی آئیڈیالوجی پر ایمان رکھتے ہیں (جنہیں مومن کہا جاتا ہے) وہ دنیا کے کسی حصہ میں بھی آباد ہوں، سب ایک قوم کے فرد ہیں۔ ان کے برعکس جو لوگ اس آئیڈیالوجی کے خلاف کسی اور آئیڈیالوجی کے مطابق زندگی بسر کرتے ہیں وہ دوسری قوم کے افراد ہیں۔ نوعِ انسانی کی سیاسی اور عمرانی زندگی میں یہ اتنا بڑا انقلاب تھا جس کا احساس چودہ سو برس کے بعد دنیا کو کہیں اب جا کر ہونے لگا ہے۔ اگرچہ ابھی انسانوں کو عملاً اس طرح پر پہنچنے کے لئے نہ معلوم کتنا وقت اور لگے گا۔ اسی حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ

ماکہ از قیدِ وطن بیگانہ ایم
چوں نگہ نورِ دو چشمیم و یکیم

ہم افرادِ ملتِ اسلامیہ وطن کی نسبت سے بالکل بیگانہ ہیں۔ تم نگاہ کو دیکھو۔ وہ دو آنکھوں سے الگ الگ نکلتی ہے، لیکن درحقیقت ایک ہی ہوتی ہے۔ لہٰذا ہماری جائے بود و ماند کوئی بھی ہو ہم سب حقیقت میں ایک ہیں۔

از حجاز و چین و ایرانیم ما
شبنمِ یک صبحِ خندانیم ما

اس میں شبہ نہیں کہ ہم حجاز میں رہتے ہیں اور چین اور ایران میں بھی لیکن ہم ایک صبحِ خنداں کی شبنم ہیں اس لئے ہم میں کوئی مغائرت نہیں۔

مستِ چشمِ ساقیِ بطحا استیم
در جہاں مثلِ مے و مینا استیم

ہم تمام افراد ایک رسولِ عربیؐ کی نسبت سے امتِ واحدہ بنتے ہیں۔ ہماری شال شراب اور صراحی کی سی ہے کہ ساغر کس قدر مختلف کیوں نہ ہوں ان کی شراب کا سرچشمہ وہی صراحی ہوتی ہے

امتیازاتِ نسب را پاک سوخت
آتشِ او ایں خس و خاشاک سوخت

اس آئینِ نو نے وطنی اور جغرافیائی امتیازات ہی کو نہیں مٹایا بلکہ حسب و نسب کے امتیاز کو بھی یکسر جلا کر رکھ دیا۔ اور ہماری یہ حالت ہو گئی کہ

چوں گلِ صد برگ مارا بو یکے است
او است جانِ ایں نظام و او یکے است

جس طرح پھول کی پتیاں سینکڑوں ہوں لیکن ہر پتی سے ایک ہی خوشبو آتی ہے اسی طرح افرادِ امت کی تعداد کتنی ہی بے شمار کیوں نہ ہو، ہر فرد ایک ہی پیغام کا علمبردار اور ایک ہی روح کا حامل ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس پورے نظام کی جان رسولِ اکرمؐ ہیں اور اسی وجہ سے ہر فردِ امت ایک ہی رشتے سے بندھا ہوا ہے۔

سرِّ مکنونِ دلِ او ما بدیم
نعرہ بے باکانہ زد افشا شدیم

ہمارا تصور بہ حیثیت ایک عالمگیر امت کے حضورؐ کے قلب میں ایک عرصہ تک بطور ایک پوشیدہ راز کے رہا۔ اس کے بعد جب آپ نے اپنی رسالت کا چرچا عام کیا تو یہ راز افشا ہو کر تمام اطرافِ عالم میں پھیل گیا۔

شورِ عشقش در نئے خاموشِ من
می تپد صد نغمہ در آغوشِ من

میری بظاہر خاموش بانسری کے اندر حضورؐ کے عشق کا شور پوشیدہ ہے۔ اس کی وجہ سے میرے پہلو میں ہزاروں نغمے پرورش پاتے ہیں۔

من چہ گویم از تولاّیش کہ چیست
خشک چوبے در فراقِ او گریست

میں تمہیں کیا بتاؤں کہ آپ کا عشق کیا چیز ہے اور اس کی حرارت کیا کچھ کرتی ہے انسان تو ایک طرف ایک خشک لکڑی بھی آپ کے ہجر میں بچوں کی طرح بلک بلک کر رونے لگ جاتی ہے۔ روایت میں ہے کہ شروع شروع میں حضورؐ ایک کھجور کے خشک تنے کے ساتھ ٹیک لگا کر مسجد میں خطبہ ارشاد فرماتے تھے۔ اس کے بعد جب مسجد میں منبر تیار ہو گیا تو آپ اس پر تشریف لے گئے۔ لیکن مجمع نے سنا کہ اس خشک کھجور کے تنے سے رونے کی آواز آ رہی ہے۔ اس واقعہ کو مولانا روم نے اپنی مثنوی میں بیان کیا ہے۔ لیکن قرآنی نقطۂ نگاہ سے یہ صحیح نہیں۔ بہرحال اقبال نے اس سے شاعرانہ فائدہ اٹھایا ہے۔ شاعر کو مروجہ روایات کی تحقیق سے غرض نہیں ہوتی۔ وہ انہیں علیٰ حالہٖ لے لیتا ہے اور اس سے اپنے مطلب کا نتیجہ اخذ کر لیتا ہے۔ اور یہ شاعری کا بنیادی نقص بھی ہے۔ انسان کسی بات کو نثر میں پیش کرے یا نظم میں اسے کسی صورت میں بھی حقائق سے الگ نہیں ہونا چاہیئے۔

درسِ بخاری

[دسمبر کے طلوعِ اسلام میں قرآن کی تغیر: احادیث کی روسے " پیش کی گئی تھی۔ اس کے بعد سے ناظرین کا برابر اصرار تھا کہ اس سلسلہ کو مزید جاری رکھا جائے۔ چنانچہ اس اشاعت سے " درسِ بخاری " کے عنوان کے ماتحت بخاری کی کچھ منتخب احادیث بلا تنقید و تبصرہ پیش کی جا رہی ہیں۔ احادیث کا ترجمہ مرزا حیرت صاحب دہلوی کا کیا ہوا ہے۔ جو نور محمد کارخانہ تجارت کتب آرام باغ کراچی سے شائع ہوا ہے۔ حوالے کے لئے ہر حدیث سے پہلے صفحہ نمبر اور حدیث نمبر دیا گیا ہے اوپر صفحہ نمبر ہے اور نیچے حدیث نمبر ہے اور حدیث جلد دوم سے لی گئی ہیں۔]

(۱۵۰/۵۶۸) حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت ابراہیم نے اپنا ختنہ ایک بسولے سے کیا۔ وہ اس وقت اسی برس کے تھے۔

(۱۵۱/۵۸۰) حضرت ام شریک سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گرگٹ کے قتل کرنے کا حکم دیا ہے اور فرمایا ہے کہ وہ ابراہیم علیہ السلام پر آگ روشن کرتی تھی۔

(۱۶۶/۶۴۴) حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا موسیٰ ایک شرمگیں پردہ کرنے والے آدمی تھے ان کے بدن کا کوئی حصہ دکھائی نہ دیتا تھا۔ جس سے ان کو حیا معلوم ہوتی تھی۔ تو بنی اسرائیل کے کچھ لوگوں نے انھیں اذیت دی اور کہا کہ جو یہ اس قدر پردہ کرتے ہیں تو کسی عیب کے سبب سے جو ان کی جلد میں ہے یا تو برص کے سبب سے یا فتق کی وجہ سے یا کوئی اور بیماری ہے۔ اور بے شک اللہ عزوجل نے یہ چاہا کہ ان کو بری کر دے اس بات سے جو انھوں نے موسیٰ کی نسبت کہی۔ پس موسیٰ نے ایک روز تنہائی میں اپنے کپڑے اتار کر پتھر پر رکھ دیئے بعد اس کے غسل کرنے لگے۔ جب فارغ ہوئے اپنے کپڑوں کی طرف متوجہ ہوئے۔ تاکہ ان کو لیں اور پتھر ان کے کپڑوں کو لے کے بھاگا۔ پس موسیٰ اپنی لاٹھی کو اٹھا کر پتھر کے پیچھے یہ کہتے ہوئے دوڑے ثوبی حجر ثوبی حجر (اے پتھر میرے کپڑے دیدے اے پتھر میرے کپڑے دیدے) یہاں تک کہ وہ بنی اسرائیل کی ایک جماعت میں پہنچے) ان لوگوں نے موسیٰ کو برہنہ دیکھ لیا۔ اللہ کی مخلوقات میں سب سے عمدہ اور ان باتوں سے جو وہ کہتے تھے (ان کو) بے عیب پایا۔ اور پتھر (وہاں جاکے) کھڑا ہو گیا۔ اور موسیٰ نے اپنے کپڑے لے لیا۔ اور ان کو پہن لیا۔ اور پتھر کو اپنے لاٹھی سے مارنے لگے۔ پس خدا کی قسم پتھر میں (ابتک) ان کے مارنے کے نشانات موجود ہیں۔ تین یا چار یا پانچ اللہ تعالیٰ کے اس قول کا یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِیْنَ اٰذَوْا مُوْسٰى فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا وَكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِیْهًا (اے مسلمانو! تم ان لوگوں کے مثل نہ ہو جاؤ۔ جنھوں نے موسیٰ کو اذیت دی پھر اللہ نے موسیٰ کو اس بات سے جو وہ (موسیٰ) کی نسبت کہتے تھے بری کر دیا اور وہ اللہ کے ہاں باعزت ہیں)

(۱۶۸/۶۴۶) حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ ملک الموت کو موسیٰ کے پاس بھیجا گیا چنانچہ جب وہ موسیٰ کے پاس آیا۔ تو موسیٰ نے اس کی آنکھ پھوڑ دی۔ اور وہ اپنے پروردگار کے پاس لوٹ گیا۔ اور اس نے کہا کہ تو نے مجھے ایسے بندے کے پاس بھیجا جو مرنا نہیں چاہتا۔ اللہ نے فرمایا تو پھر ان کے پاس جا اور ان سے (میری طرف سے) کہنا کہ تم اپنا ہاتھ ایک بیل کی پشت پر رکھو۔ جس قدر بالوں کو ان کا ہاتھ چھپا لے گا۔ ہر بال کے عوض میں انھیں ایک سال (عمر کا) ملے گا: چنانچہ ملک الموت نے یہی جاکے کہا) موسیٰ نے کہا اے پروردگار پھر اس کے بعد کیا ہوگا! اللہ نے فرمایا پھر موت۔ موسیٰ نے عرض کیا تو پھر ابھی سہی۔ حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں پھر انھوں نے اللہ عزوجل سے درخواست کی کہ انھیں ارض مقدس سے بقدر ایک تیر کے پھینکے کے قریب کر دے۔ حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ اگر میں وہاں ہوتا تو تمہیں ان کی قبر کے راستے کی طرف سرخ ٹیلے کے نیچے دکھاتا۔

(۱۰۳/۹۴۴) حضرت ابوہریرہؓ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ سلیمان بن داؤدؑ نے (ایک دن) کہا کہ آج شب کو میں ستر عورتوں کے پاس جاؤں گا ہر عورت کے پیٹ میں ایک شہسوار آ جائے گا۔ جو خدا کی راہ میں جہاد کرے گا۔ تو ان سے ان کے ایک ہمنشین نے کہا کہ انشاء اللہ (کہیے) مگر سلیمان نے نہ کہا۔ پس کوئی عورت حاملہ نہ ہوئی۔ سوا ایک کے (سو اس کے بھی ایسا بچہ پیدا ہوا) جس کا ایک جانب گرا ہوا تھا۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر وہ انشاء اللہ کہہ لیتے تو وہ سب عورتیں حاملہ ہو جاتیں اور وہ (سب بچے) خدا کی راہ میں جہاد کرتے۔ شعیب اور ابن ابی الزناد نے (بجائے ستر عورتوں کے) نوے روایت کیں اور یہی صحیح ہے۔

(۲۶۳/۱۰۳۵) عبدالرحمن (بن عبداللہ بن مسعودؓ) کہتے ہیں کہ میں نے مسروق سے پوچھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جن کی اطلاع کس نے کی تھی۔ جس شب کو کہ انھوں نے قرآن سنا تھا تو مسروق نے کہا کہ مجھ سے تمہارے والد یعنی حضرت عبداللہ کہتے تھے کہ درخت نے آپ کو ان کی اطلاع دی تھی۔

(۱/۲) حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ مجھ سے ابی بن کعب کہتے تھے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا موسیٰ رسول اللہ پھر آپ نے ان کا پورا قصہ بیان فرمایا (اس میں یہ بھی مضمون تھا کہ) کہ حضرت خضر نے (حضرت موسیٰ سے کہا کہ میں نے تم سے نہ کہا تھا کہ تم میرے ساتھ رہ کر صبر نہیں کر سکتے (حضرت موسیٰ سے) پہلی بار تو بھولے سے (اعتراض صادر ہوا) دوسری مرتبہ شرط کے خلاف انھوں نے کیا۔ تیسری مرتبہ قصداً انھوں نے خلاف کیا۔ حضرت موسیٰ نے کہا جو میں بھول گیا اس کا مواخذہ مجھ سے نہ کرو۔ اور میرے کام میں مجھ پر تنگی نہ ڈالو۔ پھر وہ دونوں ایک لڑکے سے ملے حضرت خضر نے اسے قتل کر دیا۔ پھر وہ دونوں چلے۔ اور انھوں نے ایک دیوار دیکھی جو گرا چاہتی تھی۔ حضرت خضر نے اس کو درست کر دیا حضرت ابن عباس (اس سورت یعنی سورہ کہف میں بجائے وَرَاءَهُمْ مَلِكٌ کے) اَمَامَهُمْ مَلِكٌ پڑھتے تھے۔

(۶/۴) حضرت مسور بن مخرمہ اور مروان کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم زمانہ حدیبیہ میں تشریف لے چلے حضرت عمر بن خطاب کہتے ہیں کہ پھر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ اور میں نے عرض کیا کہ آپ اللہ کے سچے نبی نہیں ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ ہاں (میں ضرور سچا نبی ہوں) میں نے عرض کیا کہ کیا ہم حق پر اور ہمارا دشمن باطل پر نہیں ہے۔ حضرت نے فرمایا ہاں (یہ بھی درست ہے) میں نے عرض کیا پھر ہم کیوں اپنے دین میں دبیں آپ نے فرمایا میں خدا کا رسول ہوں اور میں اس کی نافرمانی نہیں کرتا اور وہ میرا مددگار ہے میں نے عرض کیا کہ کیا آپ ہم سے نہ بیان کرتے تھے کہ ہم کعبہ میں جائیں گے اور اس کا طواف کریں گے۔ آپ نے فرمایا ہاں مگر کیا میں نے تم سے کہا تھا کہ ہم اسی سال کعبہ جائیں گے۔ میں نے کہا نہیں (یہ تو نہیں بیان کیا تھا) آپ نے فرمایا تو تم کعبہ میں جاؤ گے اور اس کا طواف کرو گے۔ حضرت عمر کہتے ہیں کہ پھر میں حضرت ابوبکر کے پاس گیا اور ان سے کہا کہ اے ابوبکر کیا یہ اللہ کے سچے نبی نہیں ہیں۔ حضرت ابوبکر نے کہا کہ ہاں (بے شک وہ خدا کے رسول ہیں) میں نے کہا کہ کیا ہم حق پر اور ہمارا دشمن باطل پر نہیں ہے۔ انھوں نے کہا ہاں ضرور ہے۔ میں نے کہا کہ پھر ہم کیوں اپنے دین میں دبیں حضرت ابوبکر نے کہا اے شخص بے شک یہ خدا کے رسول ہیں۔ اور وہ اپنے پروردگار کی نافرمانی نہیں کرتے۔ اور وہ ان کا مددگار ہے لہٰذا تم ان کی مخالفت نہ کرو کیونکہ خدا کی قسم وہ حق پر ہیں۔ میں نے کہا کیا وہ ہم سے نہ بیان کرتے تھے کہ ہم کعبہ جائیں گے اور اس کا طواف کریں گے۔ حضرت ابوبکر نے کہا ہاں (کہا تھا) مگر کیا تم سے بیان کیا تھا کہ تم اسی سال کعبہ جاؤ گے۔ میں نے کہا نہیں (یہ تو نہیں بیان کیا تھا) حضرت ابوبکر نے کہا تو پھر تم کعبہ جاؤ گے اور اس کا طواف کرو گے (زہری کہتے ہیں کہ حضرت عمر کہتے تھے کہ اس (گستاخی) کے کفارہ میں میں نے بہت سی عبادتیں کیں راوی کہتے ہیں کہ پھر جب صلحنامہ کی تحریر سے فراغت ہوئی تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ سے فرمایا کہ اٹھو قربانی کر ڈالو اور سر منڈوا ڈالو۔ راوی کہتا ہے کہ خدا کی قسم کوئی شخص بھی ان میں سے نہ اٹھا۔ یہاں تک کہ آپ نے تین مرتبہ یہی فرمایا۔ پھر جب ان میں سے کوئی نہ اٹھا۔ تو آپ حضرت ام سلمہ کے پاس گئے اور ان سے یہ (سب واقعہ) بیان کیا جو لوگوں سے آپ کو پیش آیا تھا حضرت ام سلمہ نے کہا یا نبی اللہ کیا**

** آپ یہ بات چاہتے ہیں اچھا آپ باہر تشریف لے جائیے اور انہیں سے کسی سے کچھ کلام نہ کیجئے یہاں تک کہ اپنی قربانی کے جانوروں کو قربان کر ڈالئے اور اپنا سر مونڈنے والے کو بلا لیجئے تاکہ وہ آپ کا سر مونڈ دے۔ چنانچہ آپ باہر تشریف لائے۔ اور ان میں سے کسی سے کچھ گفتگو نہیں کی یہاں تک کہ آپ نے سب کچھ کر لیا یعنی قربانی کے جانور قربان کر ڈالے اور اپنے سر مونڈنے والے کو بلایا۔ اس نے آپ کا سر مونڈ دیا۔ صحابہ نے جب یہ دیکھا تو وہ اٹھے اور انھوں نے بھی قربانی کی۔ اور ان میں سے ایک دوسرے کا سر مونڈنے لگا یہاں تک کہ ازدحام کی وجہ سے قریب تھا کہ ایک دوسرے کو قتل کر دے۔

بابُ المُراسلات

چوھدری صاحب کی تقریر

کراچی سے ایک صاحب لکھتے ہیں کہ:-

جہانگیر پارک میں عید میلاد النبیؐ کی تقریب پر محترم چوہدری محمد علی صاحب، وزیر اعظم، کی تقریر سننے کا مجھے اتفاق ہوا۔ اس تقریر کے سلسلہ میں مجھے جو بات خاص طور پر کہنا ہے وہ یہ ہے کہ آپ نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ ہم لوگوں میں کیرکٹر بالکل نہیں رہا۔ اور یہی وجہ ہماری پستی اور زوال کی ہے اگر آپ لوگ اپنے اندر صحیح اسلامی سیرت پیدا کریں تو پھر دیکھئے کہ ہم چند دنوں میں کہاں سے کہاں پہنچ جاتے ہیں۔

ہماری قومی بیماری کی یہ وہ تشخیص ہے جسے ہم ساری عمر سنتے چلے آ رہے ہیں۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر لوگ اپنے اپنے گھر جا کر اپنا کیرکٹر ٹھیک کر لیں تو پھر ہمارے ان راہ نماؤں اور مصلحین کی ضرورت کیا رہ جاتی ہے؟ جب لوگ اپنا کیرکٹر ٹھیک کر لیں گے تو سب کچھ ٹھیک ہو جائیگا کیا رسول اللہؐ نے بھی لوگوں سے یہی کہا تھا کہ جاؤ۔ اپنے اپنے گھر جا کر اپنا کیریکٹر ٹھیک کرو۔ جب کیریکٹر ٹھیک ہو جائے تو پھر میرے پاس آ جانا۔ میں تمہارے سارے کام درست کر دوں گا؟ رسول اللہؐ نے تو ایسا نہیں کیا تھا۔ حضورؐ نے تو لوگوں کا کیریکٹر خود ٹھیک کیا تھا۔ قوموں کو تو راہ نماؤں کی ضرورت ہی اس لئے پڑتی ہے کہ وہ ان کا کیریکٹر درست کریں۔ لیکن ہمارے ہاں عجیب تماشا ہے کہ جو اٹھتا ہے قوم سے یہ کہہ کر چلا جاتا ہے کہ پہلے تم اپنا کیرکٹر ٹھیک کرو۔ پھر ہم تمہارا سب کچھ ٹھیک کر دیں گے۔

پہلے یہ آوازیں واعظوں کی زبانی سننے میں آتی تھیں اور جب ان کے وعظوں سے کیرکٹر ٹھیک نہیں ہوتے تھے تو کہہ دیا جاتا تھا کہ

عصا نہ ہو تو کلیمی ہے کارِ بے بنیاد

یعنی جب تک ہماری حکومت اپنی نہ ہو تو اس وقت تک ہماری کوئی کل سیدھی نہیں ہو سکتی۔ لیکن اب جبکہ ہماری حکومت بھی اپنی ہے پھر بھی ہماری وہی حالت ہے اور ہم سے اُسی واعظانہ انداز سے کہہ دیا جاتا ہے کہ جاؤ۔ اپنا کیرکٹر ٹھیک کرو۔ اگر ایک آزاد مملکت کا وزیر اعظم بھی وہی کچھ کہتا ہے جو ایک محکوم قوم کا واعظ بیچارا کہا کرتا تھا تو پھر دونوں میں فرق کیا ہوا؟ اس صورت میں تو کلیمی عصا کے ساتھ بھی بیکار ہی رہی!

قرآنی فکر کے مطالعہ کے بعد جو کچھ میں سمجھ سکا ہوں وہ یہ ہے کہ کیرکٹر درست ہوا کرتا ہے، درست معاشرہ کے اندر، اور اربابِ اقتدار کا کام یہ ہوتا ہے کہ وہ ایسا معاشرہ قائم کریں جس میں کیریکٹر اس طرح درست ہوتے جائیں جس طرح صاف ہوا میں سانس لینے سے ہمارا خون صالح بنتا جاتا ہے۔ لہٰذا ہماری مملکت کے وزیر اعظم صاحب کا کام ہونا چاہیئے کہ وہ اس قسم کا معاشرہ قائم کریں۔ یہی رسول اللہؐ نے کیا تھا اور اسی کا نام اتباعِ سُنّت ہوگا اور یہی عید میلاد النبیؐ کا پیغام ہے یہ کہہ کر مطمئن ہو جانا کہ لوگ اپنا اپنا کیریکٹر خود درست کریں، ایک مُلّا کے تو شایانِ شان ہے (کیونکہ وہ بیچارا اس سے زیادہ کچھ کر ہی نہیں سکتا) لیکن ایک صاحبِ اقتدار وزیر اعظم کے شایانِ شان نہیں۔ اس کے شایانِ شان "امر بالمعروف" ہے۔ یعنی "معروف" کا حکم دینا۔ میرا خیال ہے کہ محترم چوھدری صاحب (جن کی نگاہ خدا کے فضل سے قرآن اور ارشاداتِ رسول اللہؐ پر ہے) اس نکتے کو ضرور سمجھتے ہوں گے۔

عجمی سازش

ضلع تھرپارکر سے ایک صاحب دریافت فرماتے ہیں کہ آپ کا کہنا ہے کہ مجموعہ احادیث عجم کی سازش ہے۔ کیا ایسا کہنے سے مراد امام بخاری اور مسلم ہیں۔ یا ان کی کتابوں میں عجمی سازش نے کچھ ملایا ہے۔

طلوعِ اسلام۔ طلوعِ اسلام افراد سے بحث نہیں کرتا حقائق سے بحث کرتا ہے۔ ہمارے ہاں اس وقت مختلف کتبِ احادیث میں اس قسم کی روایات موجود ہیں جو کھلے طور پر قرآن کے بھی خلاف جاتی ہیں، اور ان سے نبی اکرمؐ کی سیرتِ مقدسہ بھی داغدار ہو جاتی ہے۔ ہمارا کہنا یہ ہے کہ اس قسم کی روایات کبھی صحیح نہیں ہو سکتیں۔ یہ وضعی احادیث ہیں۔ اور اسی کو ہم عجمی سازش سے تعبیر کرتے ہیں۔ عجم سے مراد کوئی خاص ملک نہیں۔ بلکہ ہم ہر غیر قرآنی تصور کو عجمی کہتے ہیں۔

ہم پاکوئی اور یقین سے نہیں کہہ سکتا کہ (مثلاً) امام بخاری کے مجموعہ احادیث میں جو کچھ ہے اسے خود امام بخاری نے اپنی کتاب میں شامل کیا تھا۔ ہو سکتا ہے کہ اس قسم کی وضعی احادیث ان کی کتاب میں بعد میں شامل کر دی گئی ہوں اس اعتبار سے اس کی ذمہ داری امام بخاری پر عائد نہیں ہوگی لیکن جو شخص یہ کہتا ہے کہ نہیں، اس مجموعہ میں جو کچھ اس وقت موجود ہے۔ وہ سب کا سب امام بخاری کا لکھا ہے۔ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ یہ کہتا ہے کہ ان وضعی روایات کو اپنے مجموعہ میں شامل کرنے کے لئے امام بخاری ذمہ دار تھے لہٰذا وہ بھی اسی سازش میں شریک تھے۔ ہم ایسا نہیں کہتے ہم اپنے بزرگوں کا احترام کرتے ہوئے نیک ظن سے کام لیتے ہیں۔ اور یہ کہتے ہیں کہ ان کتابوں میں یہ چیزیں دوسروں نے شامل کر دی ہوں گی۔

لیکن اصل سوال یہ نہیں کہ اس چیز کی ذمہ داری کس پر عائد ہوتی ہے، اصل سوال تو یہ ہے کہ جب ہم نے دیکھ لیا کہ اس قسم کی روایات اسلام اور خود رسول اللہؐ کے خلاف ہیں تو انھیں ان مجموعوں میں کیوں رکھا جائے۔ اور لوگوں کو کیوں مجبور کیا جائے کہ وہ انھیں صحیح مانیں۔ اور اگر وہ انھیں صحیح

جینئس گر

(از: ابن اسلام)

[ہمیں افسوس ہے کہ یہ مضمون قلت گنجائش کی وجہ سے گذشتہ پرچہ میں جو بتقریب عید میلاد النبی شائع ہوا تھا نہیں جا سکا تھا۔ بایں معذرت یہ مضمون حالیہ اشاعت میں پیش کیا جا رہا ہے۔ طلوع اسلام]

پہلے میری بات سن لیجئے۔ اس کے بعد میرے عنوان مقالہ کی ترکیب کے غلط یا صحیح ہونے کا فیصلہ کیجئے۔ ایک قدیم روایت چلی آتی ہے کہ 'پارس' ایک پتھر ہے۔ جو لوہے وغیرہ کو چھو کر سونا بنا دیتا ہے۔ لیکن ایسا پارس کوئی نہیں جو کسی دوسری چیز میں اپنے لمس سے اپنی خصوصیت پیدا کر دے۔ یعنی لوہے کو سونا بنانے کی بجائے پارس ہی بنا دے۔ خیر یہ تو ایک روایت ہے۔ جس کی اصلیت روایت سے آگے نہیں بڑھ سکی ہے لیکن انسانی دنیا میں دیکھئے تو کم از کم اس کا ثبوت انسان کی پوری تاریخ میں مل جاتا ہے کہ ایک جینئس (GENIUS) اپنے گرد و پیش کی دنیا میں محض اپنی صحبت سے متعدد جینئس پیدا کر دیتا ہے۔ حالانکہ علم الحیات اور علم النفس کے ماہر ابھی تک یہ بھی نہیں سمجھ سکے کہ عام انسانی سطح سے اٹھ کر ایک انسان جینئس یا نابغہ بن کیسے جاتا ہے؟ اس کے متعلق جو جدید ترین تحقیق ہمارے سامنے آئی ہے۔ وہ صاحب "نظام ربوبیت" جناب پرویز کی زبان سے سنیئے۔

"بہر حال دماغی ساخت کے متعلق ہمارے دور کی علمی تحقیقات کا درجہ جو بھی ہو۔ ان سب کی راہ میں ایک مقام ایسا بھی آتا ہے جہاں ان (ماہرین) کے تمام مسئلے اور کلیئے دھرے کے دھرے رہ جاتے ہیں۔ یہ مقام ہے ایک نابغہ کی پیدائش کا۔ علم الحیات کے ماہرین تو ایک طرف اس مقام پر علم النفس کے ماہرین بھی انگشت بدنداں رہ جاتے ہیں۔ علم النفس کی رو سے ایک انسان موروثی اثرات، ابتدائی ماحول اور تعلیم و تربیت کا مجموعہ ہوتا ہے لیکن (GENIUS) کے معاملے میں یہ اصول بھی سرگرداں رہ جاتے ہیں۔ آپ کسی جینئس کی زندگی کا مطالعہ کیجئے۔ وہ "وراثت و ماحول" کے عام قانون کا حریف نظر آئے گا ۔۔۔۔ ایک گمنام دور کا بچہ ایک عمر تک پھٹے پرانے جوتوں کی مرمت میں وقت گذارتا ہے۔ لیکن اچانک ایک ایسا موقعہ آتا ہے کہ وہ کود کر میدان جنگ میں جا پہنچتا ہے۔ اور کوندے کی طرح دیکھتے ہی دیکھتے دنیا کے بلند ترین جرنیلوں کی صف میں کھڑا ملتا ہے۔۔۔۔۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں کے اندر ایک خاص قسم کا جوہر تھا۔ جو ایک خاص وقت تک خوابیدہ رہا۔ اور اس کے بعد وہ یک لخت آنکھیں ملتا ہوا اٹھ بیٹھا۔ اور مطلع عالم پر مہر درخشاں بن کر چمکنے لگا۔ اس قسم کے دل و دماغ کے متعلق نہ علمائے حیات کی سمجھ میں آ سکا ہے کہ ان کی تخلیق کے اسباب و عوامل کیا ہیں۔ اور نہ حکمائے نفسیات بتا سکتے ہیں کہ یہ خفتہ جوہر کہاں سے پیدا اور کس طرح بیدار ہوتے ہیں۔ وہ اس باب میں کچھ کہتے ہیں تو فقط اتنا کہ یہ ایک ناگہانی یا نجائی ارتقاء ہے جو میکانکی علل و اسباب کے سلسلے سے باہر ہے۔۔۔۔"

پروفیسر (TAJLOR) اس حقیقت کو ان الفاظ میں بیان کرتا ہے۔

" ان تمام اسباب و علل کا جن سے کوئی شے وجود پذیر ہوتی ہے محاسبہ کر لینے کے بعد بھی یہ حقیقت باقی رہ جاتی ہے کہ ہو سکتا ہے کہ وہ شے اپنی نشوونما کے بعد ایک ایسی خصوصیت کی حامل بن جائے۔ جو ان عناصر میں کہیں بھی نہ ہو۔ جن سے اس شے نے ترتیب پائی تھی۔ یہ خصوصیت ایسی ہوتی ہے کہ ان تمام عناصر کا علم ہو جانے کے بعد بھی اس نرالی خصوصیت کے متعلق پہلے سے کچھ نہیں کہا جا سکتا۔"

نجائی ارتقاء کے نظریہ کا امام لائڈ مارگن اس باب میں کہتا ہے:۔

" اگر یہ پوچھا جائے کہ جس چیز کو تم نجائی کہتے ہو۔ وہ بالآخر ہے کیا۔ تو اس کا مختصر سا جواب اتنا ہی ہے کہ ایک نئی قسم کا رابطہ ہے۔ اور اگر یہ پوچھا جائے کہ یہ رابطے کس اعتبار سے نئے ہوتے ہیں۔ تو اس کا جواب اتنا ہی ہے کہ ان کی خصوصیات کے متعلق ان کے ظہور میں آنے سے پہلے کبھی کچھ نہیں کہا جا سکتا۔"

(نظام ربوبیت صفحہ ۱۳۶ و ۱۳۸)

یہ تصریحات صرف نابغہ کے متعلق ہیں۔ جس کی تخلیق کا کوئی تشفی بخش حل حال کے ترقی یافتہ علم کی سمجھ میں نہیں آ سکا۔ لیکن اس کا وجود تاریخ کے ہر دور میں نظر آتا ہے۔ اس لئے علم اس کا انکار نہیں کر سکتا۔

اس صحبت میں ہم اس سے بھی آگے جاتے ہیں تاریخ جہاں ہمیں بہت سے نوابغ سے روشناس کراتی ہے۔ وہاں ایک نابغہ ایسا بھی ملتا ہے۔ جس کے فیض تربیت سے کئی انسان نہایت معمولی سطح سے اٹھ کر اچانک نبوغ کی ان بلندیوں پر پہونچ جاتے ہیں۔ جہاں کوئی دوسرا نابغہ نہیں پہنچ سکا۔

ادیان عالم کی تاریخ میں حضرت موسیٰ کلیم اللہ کو بہت زیادہ عظمت حاصل ہے۔ تمام اسرائیلی انبیاء کے سماوی صحیفے آپ کی ستائش سے معمور ہیں۔ خود قرآن کے اوراق میں بار بار آپ کے عظیم کارناموں کو سراہا گیا ہے آپ کی مساعی حسنہ کے نقوش اوراق عالم پر ثبت ہو کر رہ گئے ہیں لیکن جب ہم آپ کے قریبی صحابیوں کو دیکھتے ہیں تو سخت مایوسی ہوتی ہے۔ ان میں اکثریت ایسوں کی نظر آتی ہے۔ جو ذہنی اور عملی اعتبار سے اتنی عظیم شخصیت سے کچھ بھی متاثر نہیں ہوتے۔ کبھی وہ اپنے پیغمبر سے ایک مصنوعی الٰہ کا مطالبہ کرتے ہیں۔ کبھی دیدار خداوندی کی خواہش ظاہر کرتے ہیں کبھی دھات کے بنے ہوئے بچھڑے کے سامنے سربسجود نظر آتے ہیں اور اگر کہیں مردانہ جہاد و قتال کا موقعہ آ جائے تو صاف کہہ دیتے ہیں کہ

فاذهب انت وربک فقاتلا انا ههنا قاعدون (مائدہ ۲۴)

(اے موسیٰ آپ اور آپ کے اللہ میاں[1] چلے جایئے اور دونوں لڑ بھڑ لیجئے۔ ہم تو یہاں سے سرکتے نہیں)

ان کے بعد دوسری عظیم شخصیت حضرت مسیح کی ہمارے سامنے آتی ہے۔ عددی شواہد کے لحاظ سے جن کی عظمت شمار و حساب میں نہیں آ سکتی۔ لیکن ان کے قریب ترین شاگرد ان سے کہاں تک متاثر ہوئے؟ اس سوال کا جواب کسی غیر عیسائی سے نہیں خود عیسائی اہل قلم کی زبان سے سنیئے۔

" اپالوزار محمد کا مصنف گاڈفری ہگنس صحابہ محمد (صلعم) کا ذکر کرتا ہوا لکھتا ہے:۔

" محمد (صلعم) کے پیرووں کا نشہ حواریان عیسیٰ میں تلاش کرنا بے سود ہے۔ ان کا پیشوا (عیسیٰ) موت کے پنجے میں گرفتار ہے۔ اس کے لئے صلیب تیار کی جا رہی ہے اور وہ اپنی جانیں بچانے کی فکر کر رہے ہیں۔ اس کے برعکس محمد (صلعم) کے معتقد نے آپ پر اپنی جان نثار کر کے آپ کو تمام دشمنوں پر غالب کر دیا" ــــــ اس کے بعد بطور شہادت جنگ احد کا ذکر کیا ہے۔

ان دونوں بزرگ ہستیوں کے اصحاب کے متعلق جو کچھ ہم لکھ رہے ہیں۔ اس کی توثیق کے متعلق ایک مرتبہ پھر گذارش ہے کہ یہ کسی مخالف کا بیان نہیں۔ خود ان کی طرف منسوب اور یہود و نصاریٰ کی مسلمہ کتابوں۔ عہد نامہ قدیم و عہد نامہ جدید میں یہی کچھ لکھا ہے۔

اس کے برعکس جب ام القریٰ کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا مطالعہ کرتے ہیں تو حیران رہ جاتے ہیں کہ کس طرح ایک بے آب و گیاہ وادی کے ایک بے تعلیم و تہذیب شہر میں ایک بکریاں چرانے والا اپنی عمر کے چالیسویں سال میں اچانک ایک لاہوتی نغمے سے سرشار ہو جاتا ہے۔

اس خاموش اور تنہائی پسند انسان کے الفاظ میں بجلیاں کوندتی ہوئی نظر آتی ہیں۔ جن سے یکایک ظلمت کدہ فسق و فجور بن دانش کی تابانیوں سے جگمگا اٹھتا ہے۔ چند بکریاں چرانے والے، چند غلام اور کچھ دور کے باشندے اس کے ساتھ ہو جاتے ہیں۔ یہ لوگ چند

---

[1] رب کے معنی بڑے بھائی کے بھی ہیں (طلوع اسلام)

سال مصائب کی گود میں تربیت پاتے ہوئے آگے بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ اور آخر میں پوری دنیا کو ایک کامل، روشن تہذیب اور بہترین طرزِ حکومت سے روشناس کر دیتے ہیں یہ لوگ دنیا کو صرف تصانیف نہیں دیتے۔ بلکہ ایک عملی دنیا کا نقشہ پیش کرتے ہیں۔ اور اس نقشے کے نقوش و خطوط وہ خود بن کر دکھاتے ہیں۔

اب ہم دیکھتے ہیں کہ وہ مقدس جنیں۔ صرف جنیں نہیں بلکہ "جنیں گر" بھی ہے۔ اس کا گوشۂ تربیت ایک لکڑی شیشری ہے۔ جس سے نابغہ قسم کے انسان ڈھل کر نکلتے ہیں ——— وہ لوگ جو آپس کی جنگ آزمائیوں کے باعث جہنم کے گڑھے کے کنارے پر کھڑے تھے (علیٰ شفا حفرۃ من النار) دیکھتے ہی دیکھتے شیطانی قوتوں کے خلاف صف آرا ہو جاتے ہیں۔ اور آپس میں رحمت و رافت کے مجسمے بن جاتے ہیں۔ (اشداء علی الکفار و رحماء بینہم) اس کی دو ایک مثالیں ملاحظہ فرمایئے۔

انسانی دنیا میں تاجر ہمیشہ سے چلے آئے ہیں۔ اور اب بھی بے شمار لوگوں کا شغلِ حیات و معاش تجارت ہی ہے۔ وہ سن رشد سے ساحلِ گور تک اسی مشغلے میں منہمک رہتے ہیں۔ لیکن عرب جاہلیت کے ایک تاجر کو ہم دیکھتے ہیں جو

"پڑوسیوں کے مویشی تک چراتے اور ان کا دودھ دوہ دیتے تھے"

(تاریخ الاسلام شاہ معین الدین احمد صفحہ ۱۲۳)

لیکن تھوڑا ہی عرصہ گذرنے کے بعد ہم اس مویشی چرانے اور دودھ بیچنے والے تاجر کو دیکھتے ہیں۔ تو اس کی زندگی میں ہم کو ذیل کے عنوانات چمکتے نظر آتے ہیں۔

"ملکی انتظام، مالی انتظام، فوجی نظام، ذمیوں کے حقوق کی نگہداشت، تحفظِ دین، علمی کمالات، فتوحات وغیرہ"

اب آپ اسے نابغہ نہ کہیئے تو کیا کہیئے ——— آپ پوچھیں گے یہ کون صاحب ہیں؟ میں حیرت و مسرت سے عرض کروں گا

امیر المومنین ابوبکر صدیق رضؓ

ذرا اور آگے بڑھ کر آپ کو ایک نوجوان نظر آتا ہے۔ جو اونٹ چرا رہا ہے۔ دن بھر اونٹوں کو لئے لئے صحرا میں پھرتا ہے جب ذرا تھک کر دم لینے لگتا ہے تو سخت گیر باپ کے ہاتھوں سخت سزا کھاتا ہے۔ جب اس کی عمر ۲۵ سال کو پہنچتی ہے تو اس کا نقشہ یہ نظر آتا ہے۔

"دراز قد جوان قوی ہیکل گٹھے ہوئے بدن والا، شہ زور دلیر، تیز مزاج۔ بہت جلدی غصہ ہونیوالا۔ اور بہت جلد ٹھنڈا پڑ جانے والا۔ بہت خوددار اور اپنی بڑائی اور شان کا احساس رکھنے والا، خواہشات کا غلام، قومی عصبیت میں ڈوبا ہوا۔ اپنی رائے میں ہٹ دھرم، لہو و لعب کا دلدادہ اور دورِ شراب کا دھنی جو کبھی کسی کی پروا کرتا اور نہ ان معبودوں کے سوا جن کے سامنے بچپن سے جھکنے کا عادی تھا کبھی اور کسی ہستی کا احترام کرتا تھا"

(رسالت ختم النبیین صفحہ ۲۲ مولفہ سید عبدالحمید الخطیب وزیر مختار دولت سعودیہ)

تھوڑی ہی مدت کے بعد ہم اس شخص میں حیرت انگیز تبدیلی اور بے نظیر رفعت کی تجلی دیکھتے ہیں۔ اس کے مقبوضہ ممالک کا رقبہ بیس بائیس لاکھ اکاون ہزار تیس میل مربع میں پھیلا ہوا نظر آتا ہے۔ جہاں معدلت گستری کی درخشانی یہ ہے کہ تاریخ کی آنکھیں اسے دیکھ کر خیرہ رہ جاتی ہیں یہ کون بزرگ ہیں حضرت فاروق اعظم رضؓ جن کے متعلق حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی نہایت جامع انداز میں فرماتے ہیں۔

"سینۂ فاروق اعظم کو ایک محل تصور کرو جس کے کئی دروازے ہیں۔ اور ہر دروازے میں ایک صاحب کمال جلوہ افروز ہے۔ مثال کے طور پر ایک دروازے میں سکندر ذوالقرنین اپنی ملک گیری، لشکروں اور فتوحات کی شان سے براجمان ہے۔ دوسرے دروازے میں نوشیرواں عدل و رعیت پروری میں محو نظر آتا ہے (اگرچہ نوشیرواں کا ذکر فاروقؓ کے سامنے سوء ادب ہے) تیسرے دروازے میں امام ابوحنیفہ و امام مالک احکام و فتاویٰ صادر فرما رہے ہیں۔ چوتھے دروازے

اُردو ادب میں عظیم نفسیاتی کتابوں کا اضافہ

مصنفہ برٹرینڈ رسل مترجمہ شفیع الدین

آپ بھی خوش رہیئے

آج کی دنیا اضطراب و بےچینی کی دنیا ہے۔ ہم طرح طرح کی ذہنی، روحانی اور تخیلاتی اذیتوں کا شکار ہیں۔

برٹرینڈ رسل نے ان نفسیاتی بیماریوں اور کمزوریوں کا تجزیہ کرتے ہوئے ان کا علاج تجویز کیا ہے۔ جس پر عمل کرنے سے ہم ان ذہنی بیماریوں سے نجات حاصل کر کے صحتمند تخیل اور خوشی کے جذبات و احساسات سے اپنے دل و دماغ کو لبریز کر سکتے ہیں۔ جب ہمارا دل و دماغ خوشی و مسرت کے جذبات سے معمور ہوگا تو یاس و قنوطیت، افسردگی و پژمردگی اور رنج و الم جس کے پہاڑوں تلے ہم برسوں سے سسک رہے ہیں۔ روئی کے گالوں کی طرح اڑتے ہوئے نظر آئیں گے اور ہمارے چاروں طرف مسرت و شادمانی اور کامیابی و کامرانی رقص کرتی ہوئی نظر آئے گی۔

صفحات ۳۴۰۔ مجلد رنگین گردپوش۔ قیمت پانچ روپے۔

مصنفہ نپولین ہل مترجمہ غوث صدیقی ایم اے

سوچیئے اور دولت کمایئے

یہ کتاب مشہور ماہر نفسیات، نپولین ہل کا وہ شاہکار ہے جس نے لاکھوں انسانوں کی ناکام زندگی اور غربت و افلاس کو کامیاب زندگی اور دولت اور امارت سے بدل دیا۔

یہ کتاب نہایت قیمتی معلومات کا خزانہ ہے۔ اور اس کے مطالعہ سے انسانی ذہن میں ایک ایسی قوت پیدا ہوتی ہے۔ جو مایوسی اور تاریکی کے جذبات کو ہمیشہ کے لئے ختم کر کے ترقی کی راہیں کھولتی ہے۔ ہر وہ انسان جو اپنی افلاس کی زندگی سے نجات حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اس کے لئے یہ کتاب شمع راہ کا کام دے گی۔ صفحات ۴۰۰ مجلد رنگین گردپوش۔ قیمت۔ پانچ روپے

نفیس اکیڈیمی بلاسس اسٹریٹ۔ کراچی

زندگی روشنی ہے

اور

آنکھ اِس روشنی کا چشمہ!

اِس کی نگہداشت ہر انسان کا فرضِ اوّلین ہے

اِس فرض کی پورے طور پر سرانجام دہی کے لئے کسی ماہرِ فن کا مفید مشورہ ہی آپ کی صحیح رہنمائی کر سکتا ہے۔

ایشیاٹک آپٹیکل کمپنی

وکٹوریا روڈ ——— کراچی

۷۳۔ ڈلہوزی روڈ ——— راولپنڈی

میں سید جیلانی یا خواجہ بہاء الدین مسند ارشاد بچھائے ہوئے بیٹھے ہوئے ہیں۔ پانچویں دروازے میں ابوہریرہ وابن عمر جیسا محدث اور چھٹے دروازے میں رومی وعطار الیسا حکیم رونق افروز ہے۔ اور لوگ اس عظیم الشان محل کے گرد کھڑے ہیں اور ہر محتاج اپنی حاجت صاحب فن سے طلب کرتا ہے اور کامیاب لوٹتا ہے۔ ایسے فوق البشر انسان پیدا کرنے میں فطرت بہت کفایت شعار واقع ہوئی ہے۔ تاریخ شاہد ہے کہ نابغہ صدیوں کے بعد منفرد حیثیت سے پیدا ہوتا ہے۔ مشہور جرمن فلسفی شوپنہار کہتا ہے کہ جینیس اس دنیا میں ایسا ہے جیسا بندروں کے جزیرے میں ایک تنہا انسان، اس کو اپنے گردوپیش بندر ہی بندر دکھائی دیتے ہیں۔ وہ بندروں سے مل جل کر رہنے پر مجبور ہوتا ہے۔ اور انسان کی صورت دیکھنے کو ترس جاتا ہے

ع

از دام و دد ملولم و انسانم آرزوست

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اسے دور سے کوئی انسان سا دکھائی دیتا ہے۔ اور وہ بیتابی سے اس کی طرف دوڑتا ہے، قریب جا کر دیکھتا ہے تو وہ بھی بندر ہی نکلتا ہے۔

اسی حقیقت کو قرآن نے پہلے ہی بیان کر رکھا ہے۔

جعل منھم القردۃ والخنازیر۔۔۔۔ (مائدہ ۶۱)

یہ ملعون و مغضوب قسم کے لوگ بندر اور سور ہو کر رہ جاتے ہیں۔ ایسے ہی لوگوں سے اس زمانہ کا عرب بھرا ہوا تھا۔ ان کی انسانیت موت کی نیند سو رہی تھی۔ لیکن محمد رسول اللہ صلعم کی معجزانہ پکار نے ان کے اندر ملکوتی بیداری پیدا کر دی۔

وہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوت ہادی
عرب کی زمیں جس نے ساری ہلا دی

ایک دو چار نابغہ نہیں ایک پوری قوم نابغوں کی تیار کر دی وہ بات بات پر لڑنے مرنے والے، حرص و ہوس کے بچے، نفس و شیطان کے بندے، قتل و غارت کے رسیا، صدیوں سے بدکرداریوں میں گرفتار دیکھتے ہی دیکھتے دیانت و ایثار اور زہد و تقویٰ کے نمونے بن گئے۔ علم و عرفان کے شیدائی اور عدل و مساوات کے سچے پرستار ہو گئے۔ اب ان کی شان یہ ہے کہ

ان اللہ اشتریٰ من المؤمنین انفسھم واموالھم بان لھم الجنۃ۔ یقاتلون فی سبیل اللہ فیقتلون ویقتلون وعدا علیہ حقا فی التوراۃ والانجیل والقرآن ومن اوفیٰ بعھدہ من اللہ فاستبشروا ببیعکم الذی بایعتم بہ وذالک ھو الفوز العظیم

اب نہ ان کی جان کی اپنی کوئی الگ شخصیت ہے نہ ان کے مال اپنے عیش و نشاط کے لئے ہیں۔ بلکہ ان کا سب کچھ بلند ترین الٰہی مقاصد کے لئے وقف ہے۔ وہ میدان جنگ میں جان ہتھیلی پر لے کر نکلتے ہیں تو کسی تنخواہ اور ملک گیری کے لئے نہیں۔ بلکہ اسی ارفع و اعلیٰ نصب العین کی خاطر وہ جان کی بازی لگاتے ہیں۔ لیکن کسی انتقام و ہوس کے لئے نہیں۔ یہ لوگ فردوس بقا کے وارث ہیں۔ یہ خدا کا سچا دعویٰ اور دائمی قانون ہے۔ جس کی شہادت تمام آسمانی کتابیں دے رہی ہیں۔ جو بھی اس عہد و قانون کا پابند ہے۔ اس کے لئے بشارت ہے۔ اور عظیم کامیابی ایسے ہی لوگوں کا حصہ ہے۔

اگر کسی نے دیکھنا ہو کہ پیتل کس طرح سونا بن جاتا ہے اور پتھر کیوں کر آئینوں میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔ اور ظلمتیں کیسے مطلع انوار ہو جاتی ہیں۔ تو ان انسانوں کو دیکھئے جو عام حیوانی سطح سے ابھر کر ملکوتی صفات کے حامل ہو گئے۔ آیت بالا کے ساتھ ہی ان کی خوبیاں ایک ایک کر کے بیان کی گئی ہیں۔

التائبون العابدون الحامدون السائحون الراکعون الساجدون الآمرون بالمعروف والناھون عن المنکر والحافظون لحدود اللہ ۔

یہی لوگ ہیں جن میں اتنی صفتیں ہیں۔

(۱) اپنی کسی ایک کوتاہی کا اعتراف عظمت کردار کی علامت ہے۔ اور ان لوگوں نے اپنی تمام کوتاہیوں کا اعتراف کر لیا۔ اور آئندہ ان سے مجتنب رہنے کا عزم کر لیا۔ (تائبون)

(۲) اب وہ قانون خداوندی کی مکمل پیروی کا عہد کر چکے ہیں، اور اس کے مطابق ایک مثالی معاشرہ قائم کر رہے ہیں۔ (عابدون)

(۳) ان کے قول و فعل تمام تر خدا کی حمد و ثنا کے آئینہ دار ہیں۔ (حامدون)

(۴) وہ ہر اس چیز (رغبت، لذائذ، حب وطن، خوف مرگ وغیرہ) سے بے نیاز ہو چکے ہیں۔ جو عظیم بانی نصب العین کی راہ میں حائل ہو۔ (سائحون)

(۵) ان کے اجسام و قلوب خدا کے حضور جھکنے والے ہیں ان کی خو تواضع و انکسار ہے (راکعون)

(۶) پھر یہ جھکاؤ اور انکسار کامل انقیاد و اطاعت کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ (ساجدون)

اللہ اللہ کہاں وہ سرکشی کہ قوم کا ہر فرد فرعون بے ساماں اور شعلہ نار بنا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ اور کہاں یہ حال کہ

جھکا حق سے جو جھک گئے اس سے وہ بھی
رکا حق سے جو رک گئے اس سے وہ بھی

۷۔ لیکن یہ مثالی قوم کے افراد، یہ ارباب نبوغ، ان نابغانہ صفات کو اپنے ہی تک محدود رکھنے کے مجاز نہیں۔ بلکہ ان کے ذمے یہ حتمی فرض عاید کر دیا گیا ہے کہ وہ پوری دنیا کو ایسے حسین اعمال کے نور سے جگمگا دیں۔ جن کا حسن عقل و شرع دونوں کے نزدیک مسلم ہو۔ ان کے اندر یہ قوت ہو کہ وہ اپنی خیرات و حسنات کی جنت میں دوسروں کو بھی کھینچ لائیں۔ (آمرون بالمعروف)

۸۔ پھر اس راہ میں جو رکاوٹیں پیش آئیں انہیں بھی عزم و جزم اور قوت و سطوت سے دور کریں۔ اور روح و قلوب کے اندر سے منکرات اعمال کے میلان تک کا خاتمہ کر دیں۔ (ناھون عن المنکر) منکر کی تعریف یہ ہے کہ عقل صحیح اسکی قباحت کا فیصلہ دے یا عقل کو حسن و قبح کے متعلق تامل ہو پھر شریعت بھی اس کی قباحت کا فیصلہ دے دے۔

۹۔ اور یہ معروف و منکر، اچھائی اور برائی، کوئی ذہنی اور قیاسی اور قومی و ملکی چیز نہیں کہ ایک چیز آج اچھی ہے اور گزشتہ دور میں بری تھی، یا ایک ملک میں عیب ہے۔ اور دوسرے ملک میں مستحسن ہے۔ یا ایک قوم کے نزدیک مستحسن ہے اور دوسری قوم کے نزدیک قبیح ہے۔ ایک قوم گائے کو خدا مانتی ہے۔ اور دوسری قوم اسے عام جانور سمجھتی ہے۔ ایک زہد ترک دنیا کو فضیلت سمجھتا ہے۔ اور دوسرے لوگ اسے فطرت سے بغاوت جانتے ہیں۔ کچھ لوگ حلال و طیب نعمتوں کے استعمال کو نفس پرستی کہتے ہیں۔ اور ان کے مقابلہ میں دوسرے ان کے صحیح استعمال کو شکر خداوندی یقین کرتے ہیں۔ اس قسم کے بے شمار تصورات خیر و شر اقوام عالم میں رائج ہیں اور علم اور تہذیب کے ساتھ ساتھ بدلتے بھی رہتے ہیں۔ لیکن مذکورالصدر نابغہ اصحاب ان مقامی، ہنگامی اور رسمی معروف و منکر میں نہیں الجھتے بلکہ وہ مستقل، ابدی اقدار کی حفاظت کرنے والے ہیں جن پر زمان و مکان کی تبدیلیوں کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ اور وہ خالق کون و مکان کی قائم کردہ حدیں ہیں۔ ان سے خود تجاوز نہ کرنا۔ اور اقوام عالم کو بھی ان کے اندر رہنے کی دعوت دینا ان لوگوں کا شیوہ ہے۔ جو اپنا سب کچھ (جان اور مال) اللہ کی نذر کئے ہوئے ہیں۔

کیا کسی فلسفہ داں، کسی ماہر نفسیات کی سمجھ میں یہ بات آسکتی ہے کہ سیرت و کردار اور ارواح و قلوب کا یہ محیر العقول انقلاب ایک فرد امّی کی تعلیم و کوشش سے کس طرح وقوع پذیر ہو گیا۔ ع

حیرت اندر حیرت اندر حیرت است

کہاں یہ حال کہ

چلن ان کے جتنے تھے سب وحشیانہ ہر اک لوٹ اور مار میں تھا یگانہ
فسادوں میں کٹتا تھا ان کا زمانہ نہ تھا کوئی قانون کا تازیانہ
وہ تھے قتل و غارت میں چالاک ایسے
درندے ہوں جنگل میں بیباک جیسے (حالی)

اور کہاں یہ نقشہ کہ

دیئے پھیر دل ان کے مکر و ریا سے بھر ان کے سینے کو صدق و صفا سے
بچایا انہیں کذب اور افترا سے کیا سرخ رو خلق سے اور خدا سے
رہا قول حق میں نہ کچھ باک ان کو
بس ایک شوب میں کر دیا پاک ان کو (حالی)

یہ سب کچھ اعجاز تھا ایک جلیس گر کا۔ ایک نابغہ ساز کا۔ ایک ایسے قدسی سرشت انسان کا۔ جو اپنے ساتھ "بشر" کو "فوق البشر" بنانے کا نسخہ لایا۔ اور اس ناقابل تصور بلندی پر کھڑے ہو کر بھی اپنے آپ کو "عبدہٗ و رسولہٗ" سے آگے نہیں بڑھایا۔

مقامش عبدہٗ آمد ولیکن
جہان شوق را پروردگار است

وہ اپنے زمانہ کے پیچھے نہیں چلا۔ اس نے وقت کی مروجہ تہذیب کا ساتھ نہیں دیا۔ اس نے تنکا بن کر دریا کے

بہاؤ کے ساتھ بہنے سے انکار کردیا۔ بلکہ طوفانی دریا کے کوہ شکن تھپیڑوں کو رام کرلیا۔ اور اپنے پیچھے چلنے پر مجبور کردیا۔ نہ صرف یہ بلکہ ایسے پختہ کار اور خوددار مومنوں کی ایک جماعت پیدا کردی جس کے ایک ایک فرد نے اپنے ماحول کو متاثر کیا۔ اور جہاں بھی گئے۔ وہاں کے کفر کو اسلام سے بدل دیا۔ بداخلاقی کو اخلاق حسنہ کے لئے جگہ چھوڑنی پڑی۔

مرد خود دارے کہ باشد پختہ کار
بامزاج او بسازد روزگار
گر نہ سازد بامزاج او جہاں
می شود جنگ آزما با آسماں
بر کند بنیاد موجودات را
می دہد ترکیب نو ذرات را
گردش ایام را برہم زند
چرخ نیلی فام را برہم زند
می کند از قوت خود آشکار
روزگار نو کہ باشد سازگار

مرد خود دار پختہ کار کے ساتھ زمانے کو موافقت کرنا ہی پڑتی ہے۔ اگر وہ زمانہ کو اپنے موافق مزاج نہیں پاتا۔ تو آسمان کی گردش کو اپنے رخ پر لانے کے لئے مسلح ہو جاتا ہے۔ وہ دنیائے موجود کی بنیادوں کو تہ وبالا کردیتا ہے۔ وہ کائنات کے ہر ذرے کو ترکیب نو بخشتا ہے۔ گردش ایام اور چرخ نیلی فام کو منقلب کردیتا ہے۔ اور اس طرح اپنی روحانی اور اخلاقی قوت کا مظاہرہ کرتا ہے۔ جس سے ایک نیا زمانہ جنم لیتا ہے جو اس کے حسب مزاج ہوتا ہے۔

جن لوگوں کو یہ اشعار محض شاعرانہ آرائش گفتار معلوم ہوں، وہ تاریخ کے صرف تیرہ ورق الٹ کر دیکھ لیں وہ موجودہ دنیا کی تہذیب تمدن، علم اور سائنس کا اولین سراغ لگانے کے لئے ذرا پیچھے کو چلیں۔ انھیں محمد رسول اللہ کے اصحاب کے عظیم کارناموں کو دیکھ کر یقین آجائیگا کہ

بہار اب جو دنیا میں آئی ہوئی ہے
یہ سب پود انھیں کی لگائی ہوئی ہے

لیکن یہ کہانی جو میں نے شروع کی ہے، صرف مرحِ د ستائش پر ختم نہیں ہو جاتی، رحمۃ للعالمین کی بعثت کا آفاق گیر مقصد ابھی پورا نہیں ہوا۔ حضور نے بلاشبہ ایک فوق البشر قسم کی قوم پیدا کردی۔ لیکن منشاء خداوندی ہرگز یہ نہیں کہ قرآن کریم کا عالمی نور صرف ایک قوم اور ایک خطے پر کچھ عرصہ تک چمک کر پھر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے مدہم پڑجائے خالق کائنات کا ارشاد ہے کہ تمام انسانی قوانین ایک ایک کرکے فنا کی گود میں سو جائیں گے۔ اور محمد کا لایا ہوا قانون ہی ساری دنیا کو امن واطمینان دینے میں کامیاب ہوگا (لیظہرہ علی الدین کلہ) ساری دنیا کے لئے محمد ہی اسوۂ حسنہ ہیں ساری دنیا کو محمدی اخلاق کے رنگ میں رنگین ہونا پڑے گا پورے عالم انسانیت کو منور کرنے والا آفتاب (سراجاً منیراً) جمال محمدی ہی ہے۔ نوع بشر کے ہر طبقہ و درجہ کے لئے سایۂ رحمت اسی نبوت کا قصر عظیم ہے (رحمۃ للعالمین)

تورات وانجیل کے زمانے سے محمد ہی کا انتظار ہو رہا تھا (مکتوباً عندہم فی التوراۃ والانجیل) اقوام وممالک اور ازمنہ واماکن کی حد بندیوں سے نکل کر سب پر چھا جانے والی نبوت آپ ہی کو عطا ہوئی (کافۃ للناس بشیراً ونذیراً) اب تزکیہ وتعلیم اور کتاب وحکمت کا سرچشمہ آپ ہی کی رسالت سے مل سکتا ہے (یزکیہم ویعلمہم الکتاب والحکمۃ) اس دائم الحیات نبوت کی موجودگی میں اب کسی جدید نبوت کی قطعاً ضرورت نہیں (رسول اللہ وخاتم النبیین) جس نے آپ کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر قوانین الٰہی کی پیروی کا ذمہ اٹھایا۔ اس کا ہاتھ خالق کائنات کے ہاتھ میں پہنچ گیا۔ (ید اللہ فوق ایدیہم) اب وہ ہر خطرے سے محفوظ اور اجر عظیم کا مستحق ہوگیا (اجراً عظیماً) جو شخص ارض وسما کے مالک کی محبت حاصل کرنا چاہے اس کے لئے آپ کی پیروی ہی بہترین وسیلہ ہے (ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ)

غور فرمایئے جس نبوت کے لئے اتنا اہتمام ہوتا چلا آیا ہے اور خود رب کریم جس کے مقاصد اتنے عظیم اور جس کے محاسن اتنے اعلیٰ بیان فرماتے ہیں۔ کیا وہ اتنے ہی محدود عرصے اور محدود خطے کے لئے ہو سکتی ہے؟ نبوت ورسالت کوئی بچوں کا کھیل نہیں۔ تخلیق ارض وسما کوئی بے مقصد کام نہیں۔ وماخلقنا السماء والارض ومابینہما لاعبین لواردنا ان نتخذ لہواً لاتخذ ناہ من لدنا ان کنا فاعلین الخ اللہ پاک خود فرماتے ہیں۔ ہم نے آسمان وزمین کو اور جو کچھ زمین وآسمان میں ہے ان کو کھیل کے لئے پیدا نہیں کیا۔ اگر ہم کو کھیل منظور ہوتا تو ہم کھیل کی طرح کا کوئی کھیل بنالتے لیکن ہم کو ایسا کرنا منظور ہی نہ تھا۔ بات یہ ہے کہ ہم حق کو پتھر کی طرح باطل کے سر پر کھینچ مارتے ہیں۔ تو وہ باطل کے سر کو کچل دیتا ہے۔ اور وہ ملیامیٹ ہو جاتا ہے۔ اور لوگو! تم پر افسوس ہے کہ تم ایسی باتیں بناتے ہو۔

مطلب یہ ہے کہ اگر یہ کارخانہ کھیل کے طور پر ہوتا تو اس طرح حکمت وتدبیر کے ساتھ اسباب کا سلسلہ اور ہر واقعے کا نتیجہ۔ اور ذرے ذرے میں ہزاروں مصلحتوں کا وجود نہ ہوتا۔

انسان کی عمر اس کرہ ارض پر دس لاکھ سال کے قریب بتائی جاتی ہے۔ اور دور وحشت سے نکلے ہوئے ابھی اس کو چند ہزار برس ہی گزرے ہیں۔ اگر اس دس لاکھ کو ایک مہینہ تصور کریں تو یہ چند ہزار چند گھنٹے ہی سمجھنے پڑیں گے۔ ان چند گھنٹوں میں انسان نے یہ ترقی کی ہے جو دیکھنے میں آرہی ہے اس سے قیاس کیجئے کہ آئندہ چند ہزار برس میں اس کی ترقی کی رفتار کہاں سے کہاں پہونچنے والی ہے اور پھر چند لاکھ سال میں کیا کچھ نہ ہو جائے گا۔ دور وحشت کا ذہن سے ذہین انسان آج کی دنیا کے عجائبات کا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔ بلکہ دور تہذیب کے قدیم حکماء کے لئے بھی سائنس کا یہ دور ناقابل تصور تھا۔ پھر آج کا بالغ نظر انسان آئندہ کی تخلیقات واکتشافات کو کس طرح سمجھ سکتا ہے۔ جس کے متعلق بجا طور پر کہا جاسکتا ہے کہ لاتعلم نفس ما اخفی لہم من قرۃ اعین۔ اس دنیا میں اور دوسری دنیا میں بھی جو آسائشیں ملنے والی ہیں کوئی ان کا تصور نہیں کر سکتا اسی کو قرآن نے طرح طرح سے بیان فرمایا ہے۔

لترکبن طبقاً عن طبق۔ تم درجہ بدرجہ ترقی کرتے چلے جاؤ گے (اور اس کی کوئی انتہا نہیں)

اے برادر بے نہایت درگہیست
ہرچہ بروے می رسی آنجا مایست (رومی)

اس مضمون میں یہ دکھانا مقصود ہے کہ محمد صلعم کی نبوت تمام بشروں کو فوق البشر بننے کی دعوت دے رہی ہے حضور نے اپنے عہد حیات میں ایسا کرکے دکھا دیا۔ جس سے کوئی یہ کہہ نہیں سکتا کہ ایسا ہونا ناممکن ہے۔ حضور کے اردگرد انسانوں کی ایک فوج تیار ہو گئی تھی۔ جن کو آسمان دین ودانش کے ستارے کہا جاتا ہے (اصحابی کالنجوم) حضور کی زندگی حضور کا پیغام، ماحول پر آپ کے اثرات، آپ کی سعی وجہاد کے نتائج تمام تر معجزہ ہی معجزہ تھے۔ جو نہ آپ سے پہلے کبھی ظہور میں آئے اور نہ آپ کے بعد آج تک چشم عالم نے دیکھے۔

طلوع اسلام کثیر تعداد میں شائع ہو کر پاکستان و ہندستان کے علاوہ غیر ممالک میں ہر طبقہ کے لوگوں کے پاس جاتا ہے۔ اس میں چھپنے والے اشتہارات ہزاروں خریداروں کی نظروں سے گزرتے ہیں۔
نرخنامہ اشتہارات و تفصیلات ناظم ادارہ شعبہ اشتہارات سے حاصل کیجئے
ناظم ادارۂ طلوع اسلام
پوسٹ بکس نمبر ۵۳۱۳ ـــــ کراچی

تحفہ دینا
اچھی بات ہے
بی پی
کی مٹھائیاں
تحفہ میں
دیجئے

حقائق و عبر

انسائیکلوپیڈیا آف اسلام

قریب پچاس برس اُدہر کا ذکر ہے کہ ہالینڈ کی ایک ناشر کتب کی فرم نے اسلام کی انسائیکلوپیڈیا مرتب کرنے کا خیال کیا۔ اس کے لئے اس نے یورپ کے نامور مستشرقین پر مشتمل ایک ادارہ بنایا۔ اور ان کی ایک مدت کی مشترک محنت کے بعد ۱۹۱۳ء میں اس انسائیکلوپیڈیا کی پہلی جلد شائع ہوئی۔ جنگ کی وجہ سے اس کی اشاعت رک گئی۔ اور اس کی دوسری جلد ۱۹۲۷ء میں شائع ہوئی۔ دو اور جلدیں شائع ہونے کے بعد اس کا ایک ضمیمہ ۱۹۳۸ء میں شائع ہوا۔ اس طرح یہ مشہور عالم "دائرۃ المعارف" پانچ جلدوں میں تکمیل پذیر ہو گیا۔ اس کی بیک وقت جرمنی، فرانسیسی، اور انگریزی زبان میں اشاعت ہوئی۔ اس "دائرۃ المعارف" نے اتنی شہرت حاصل کی کہ تھوڑے ہی عرصہ میں اس کا پہلا ایڈیشن کمیاب اور پھر نایاب ہو گیا۔ مصر میں اس کا عربی زبان میں ترجمہ ہوا۔ تقسیم ہند سے پہلے اسے اردو میں منتقل کرنے کی بھی کوشش کی گئی۔ لیکن وہ ناکام رہی۔ پاکستان میں بھی ایک اسکیم تھی کہ حکومت پنجاب (یا پنجاب یونیورسٹی) کی طرف سے اس کا اردو میں ترجمہ شائع کیا جائے۔ معلوم نہیں وہ اسکیم اس وقت کس منزل میں ہے۔

اس فرم نے اس انسائیکلوپیڈیا کے بڑھتے ہوئے تقاضوں کے پیش نظر ایک جلد میں اس کا ایک مختصر ایڈیشن بھی شائع کیا۔ اور اس کے بعد یہ فیصلہ کیا کہ مکمل انسائیکلوپیڈیا کا ایک جدید ایڈیشن بھی شائع کیا جائے۔ چنانچہ اس کے لئے انھوں نے مغربی مستشرقین پر مشتمل ایک ادارہ مرتب کیا ہے۔ اور ان کے سپرد یہ کام کر دیا گیا ہے۔

پچھلے دنوں مختلف اسلامی ممالک کے اخبارات میں ایک تحریک سی دیکھنے میں آئی۔ اس میں مسلمانوں نے مطالبہ کیا گیا ہے کہ وہ اس فرم پر زور ڈالا جائے کہ وہ اس کے مجوزہ مرتبین کے ادارہ میں کسی مسلمان محقق کو بھی شامل کرے، چنانچہ یہ تحریک چلتی چلاتی پاکستان میں بھی پہنچی ہے۔ جہاں تک اس جذبہ کا تعلق ہے کہ اسلام کے انسائیکلوپیڈیا کے مرتب کرنے والوں میں مسلمان بھی ہونا چاہیئے۔ ہمیں اس سے ہمدردی ہے لیکن اگر جذبات سے ہٹ کر اس مسئلہ کا مطالعہ خالی الذہن ہو کر کیا جائے۔ تو ہمارا خیال ہے کہ ہر غیر جانبدار اس سے متفق ہو گا کہ یہ مطالبہ کسی صورت میں بھی جائز نہیں قرار دیا جا سکتا۔ ہالینڈ کی ایک غیر مسلم فرم اپنے ہاں اپنے خرچ پر بغیر کسی اسلامی ادارہ کی مدد کے ایک کتاب شائع کرنا چاہتی ہے۔ آپ کو کیا حق حاصل ہے کہ آپ یہ مطالبہ کریں کہ اس کتاب کے مرتب کرنے والوں میں کوئی مسلمان بھی ہونا چاہیئے پھر یہ بھی سوچئے کہ اگر انھوں نے اس ادارہ میں کسی مسلمان کو شامل بھی کر لیا۔ تو اس سے ہوگا کیا؟ وہ کوئی ایک آدھ مقالہ اس سے بھی لکھوا لیں گے۔ یہ تو ہونے سے رہا کہ انسائیکلوپیڈیا کا پورا بورڈ جو کچھ مرتب کرے۔ وہ تنقید و تہذیب کے لئے اس مسلمان کے حوالہ کر دیا جائے۔

جو حضرات اسلام کا صحیح علم رکھتے ہیں۔ انھیں معلوم ہے کہ مذکورہ صدر انسائیکلوپیڈیا آف اسلام میں اسلام کو کس قدر مسخ صورت میں پیش کیا گیا ہے۔ مغرب کے مستشرقین سے اس سے زیادہ توقع ہی نہیں رکھی جا سکتی۔ لیکن ہماری دون ہمتی کی یہ کیفیت ہے کہ مصر جیسے ملک نے بھی (خود ایک انسائیکلوپیڈیا مرتب کرنے کے بجائے) اسی انسائیکلوپیڈیا کا ترجمہ اپنے ہاں شائع کر دیا۔ اس کے علاوہ دنیا کی کسی زبان میں مسلمانوں کا مرتب کیا ہوا کوئی اسلامی انسائیکلوپیڈیا نہیں ہے۔ انسائیکلوپیڈیا تو بہت بڑی چیز ہے۔ اگر کوئی نو مسلم یا غیر مسلم آپ سے یہ کہے کہ مجھے کوئی ایسی کتاب بتا دیجئے جسے پڑھنے کے بعد میں سمجھ سکوں کہ اسلام کیا ہے تو آپ یقین مانئے کہ آپ اسے کسی زبان میں کسی ایسی کتاب کی نشان دہی نہیں کر سکتے۔ اگر ہم میں غیرت کا صحیح جذبہ ہوتا تو ضرورت کا تقاضا یہ تھا کہ ہم مسلمان محققین پر مشتمل اپنا ادارہ قائم کرتے اور خود انسائیکلوپیڈیا آف اسلام شائع کرتے جو ہالینڈ کی فرم کا جواب ہوتا۔ لیکن ہم سے یہ تو ہو نہیں سکتا۔ لیکن ان سے بھیک مانگ رہے ہیں کہ ان کے ادارہ میں مسلمانوں کا نمائندہ بھی ضرور ہونا چاہیئے۔ کس قدر مقام تاسف ہے کہ ہماری ذہنیت ہی بھک منگوں کی ہو گئی ہے۔ آپ دیکھیئے گا کہ ہماری اس تلخ نوائی کے باوجود ہمارے ہاں کچھ نہیں ہوگا۔ اور ہم غیر مسلم مستشرقین کا مرتب کردہ انسائیکلوپیڈیا کو پھر سینے سے لگائے لگائے پھریں گے۔ البتہ اس میں جو چیزیں کھلے طور پر مسلمانوں کے جذبات کے خلاف نظر آئیں گی۔ ان کے خلاف احتجاج کے ریزولیوشن پاس کریں گے۔ اور بس!

شرعی عدالتیں

۳۰ ستمبر ۱۹۵۵ء کے لندن ٹائمز نے اپنے نامہ نگار متعینہ قاہرہ کے بیان کے مطابق ایک خبر شائع کی ہے۔ جس میں کہا ہے کہ حکومت مصر نے ایک قانون کی رو سے شرعی عدالتوں کو بند کر دیا ہے۔ مسلمانوں کی شرعی عدالتوں کو بھی اور غیر مسلم اقلیتوں کی شرعی عدالتوں کو بھی۔ حکومت کی طرف سے اس قانون کے ساتھ ایک وضاحتی نوٹ بھی شائع ہوا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ شرعی عدالتوں کی وجہ سے مملکت میں ایک عجیب قسم کی دو عملی پیدا ہو رہی ہے۔ یہ عدالتیں لوگوں کے ذاتی معاملات (پرسنل لا) مثلاً نکاح، طلاق، وراثت وغیرہ کے مقدمات کے فیصلے کرتی ہیں اور دوسرے مقدمات کے فیصلے حکومت کی عدالتوں کی رو سے ہوتے ہیں۔ ان شرعی عدالتوں کے جج حکومت کے مقرر کردہ نہیں ہوتے۔ اور غیر مسلم اقلیتوں کی عدالتوں کے جج تو اہل مصر کے منتخب کردہ بھی نہیں ہوتے۔ ان کا انتخاب ایسے اداروں کی طرف سے ہوتا ہے۔ جو مصر سے باہر دوسرے ممالک میں قائم ہیں۔ اس قسم کی صورت حالات سے جو ضرر رساں نتائج پیدا ہو سکتے ہیں۔ وہ ظاہر ہیں۔ اس لئے فیصلہ کیا گیا ہے کہ ان عدالتوں کو بند کر دیا جائے۔ اس کے ساتھ ہی یہ بھی کہا گیا ہے کہ حکومت کے اس اقدام کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اس نے مسلمانوں کے شرعی قوانین یا غیر مسلم اقلیتوں کے اپنے اپنے قوانین کو ان کے پرسنل لا کی حیثیت سے تسلیم کرنا ختم کر دیا ہے۔ انتظام یہ کیا گیا ہے کہ یہ مقدمات ملک کی سول عدالتوں میں پیش ہوا کریں۔ جہاں عام ججوں کے ساتھ شرعی جج بھی بیٹھا کریں۔ اور شرعی وکیل ان مقدمات کی پیروی بھی کر سکتے ہیں۔ اس فیصلہ کی رو سے مصر کی شرعی عدالت العالیہ بھی بند کر دی گئی ہے۔ اور قریباً سو ماتحت عدالتیں بھی۔ غیر مسلموں کی چودہ عدالتیں بند ہوئی ہیں۔ اس سے پہلے صرف ترکی اور البانیہ نے شرعی عدالتوں کو بند کیا تھا۔

اس اخبار کے نامہ نگار نے آخر میں لکھا ہے کہ ہمیں دیکھنا یہ چاہیئے کہ الازہر یونیورسٹی کے مشائخ جو بڑے قدامت

سالمارین

دردوں کیلئے

گٹھیا، رینگن، دردکمر، ریاحی درد، درد شقیقہ، سردرد، اور زہریلے جانوروں کے کاٹے کے لئے اکسیر ہے۔

انتہائی درد کی بے چینی کو فوراً دور کر کے سکون پہنچاتی ہے۔

اس کا مسلسل استعمال دائمی آرام کا ضامن ہے۔

ہوائی جہاز، ریل، اور بحری جہاز میں سفر کرنے والوں کے لئے سالمارین بہترین وقتی مددگار ہے

قیمت فی شیشی ۲ دو روپے۔ علاوہ محصولڈاک

اپنے شہر کے ہر اچھے دوافروش سے خریدیں

یا

سالما لیبارٹریز (پاکستان)

۲۷۔ زینت مینشن ـــ میکلوڈ روڈ۔ کراچی

پرست واقع ہوئے ہیں۔ نیز مصر کے تازہ ترین حلیف یعنی سعودی عربیہ اور یمن کی حکومتیں اس فیصلے کے متعلق کیا کہتی ہیں۔ جو ان کے نزدیک اسلامی روایات کے یکسر خلاف جاتا ہے۔

ہم نے اس خبر کو اس لئے شائع کیا ہے کہ یہ معلوم ہو جائے کہ آجکل ہوا کا رخ کس سمت میں ہے اور زمانے کے تقاضے کیا ہیں۔ مسلمانوں کے ملکوں میں ایک طرف ملکی عدالتیں اور دوسری طرف شرعی عدالتیں، اسلام کے متعلق یکسر غیر اسلامی منظر پیش کرتی ہیں۔ مسلمانوں کا اسلام کے متعلق دعویٰ یہ ہے (اور یہ دعویٰ حقیقت پر مبنی ہے) کہ اسلام میں دین اور دنیا میں کسی قسم کا کوئی امتیاز نہیں..... لیکن اس دعوے کے باوجود عملاً ان کی حالت یہ ہے کہ ایک اسلامی ملک میں دنیاوی مقدمات کے فیصلے کیلئے ملکی عدالتیں قائم ہوتی ہیں اور مذہبی مقدمات کی سماعت کے لئے شرعی عدالتیں۔ اس سے بھی آگے بڑھئے تو ان کے قانون میں ایک حصہ پرسنل لا کہلاتا ہے جس کا تعلق نکاح، طلاق، وراثت وغیرہ کے معاملات سے ہے۔ اور دوسرا حصہ عام قانون ہوتا ہے پرسنل لا کا تعلق مذہب یا شریعت سے سمجھا جاتا ہے۔ اور دیگر قوانین کا تعلق دنیاوی امور سے۔ آپ نے غور کیا کہ یہ عملی روش اسلام کے متعلق اس زبانی دعوے کی کس قدر کھلی ہوئی تردید ہے کہ اس میں مذہب اور دنیا میں کوئی فرق نہیں! لیکن ہمارے ہاں بدبختی سے ہزار برس سے یہی تخالف دنیا میں چلا آ رہا ہے۔ اور کسی کو احساس تک نہیں ہوتا کہ یہ روش اسلام کے بنیادی دعوے کے خلاف ہے۔ اب زمانے کے تقاضے رفتہ رفتہ مختلف حکومتوں کو مجبور کر رہے ہیں کہ وہ اس دوعملی سے پیچھا چھڑائیں۔ مسلمان ہونے کی حیثیت سے ان حکومتوں کے ارباب حل وعقد کے دل میں یہ آرزو بیدار ہوتی ہے کہ پورے ملک کا قانون شریعت کے مطابق ہو جائے۔ لیکن جس قانون کو قانونِ شرعی کی حیثیت سے ان کے سامنے لایا جاتا ہے وہ محسوس کرتے ہیں کہ وہ انھیں باقی قوموں کے ساتھ چار قدم تک چلنے کی بھی اجازت نہیں دیگا۔ یہ گروہ ارباب شریعت سے کہتا ہے کہ اس قانون میں ایسی تبدیلیاں کر دی جائیں۔ جن سے یہ زمانے کے تقاضوں کو پورا کر سکے۔ لیکن ان کی قدامت پرستی اس کی قطعاً اجازت نہیں دیتی۔ وہ ان شرعی جزئیات کو جو کسی خاص زمانے کی ضرورتوں کے مطابق دین کے اصولوں کی روشنی میں مرتب کی گئی ہیں۔ خود دین کی طرح غیر متبدل قرار دیتے ہیں۔ نتیجہ اس کا یہ ہوتا ہے کہ حکومت سارے ملک کے لئے سیکولر سسٹم کا قانون بنانے پر مجبور ہو جاتی ہے۔ اس کی ابتداء ترکی سے ہوئی۔ اور یہ چیز رفتہ رفتہ دوسرے ممالک میں بھی پھیل رہی ہے۔ اخبارات میں یہ خبر بھی شائع ہوئی ہے کہ لبنان میں یہ مطالبہ شروع ہو گیا ہے کہ شرعی عدالتوں کو بند کر دیا جائے۔ ارباب شریعت ان حکومتوں کو مرتد قرار دے کر گالیاں دینا شروع کر دیتے ہیں۔ لیکن اس پر کبھی غور نہیں کرتے کہ

اے بادِ صبا ایں ہمہ آوردۂ تست

جو کچھ دوسرے ممالک کے ساتھ ہوا ہے ہمیں نظر آتا ہے کہ یہی کچھ پاکستان میں ہوگا۔ یہاں کے ارباب شریعت بھی جس چیز کو بطور اسلامی دستور نافذ کرنا چاہتے ہیں۔ وہ وہی قدیم قوانین ہیں جو ہزار برس پہلے کے زمانہ کی ضروریات کے مطابق خود انسانوں نے وضع کئے تھے۔ منشاء اس سے یہ تھا کہ ہر دور کا مسلمان اپنے اپنے زمانے کی ضرورتوں کے لحاظ سے ان میں مناسب ردوبدل کرتا رہے۔ لیکن ارباب مذہب نے انھیں ایسا مقدس قرار دیدیا ہے کہ ان میں ردوبدل کے تصور تک کو جرم عظیم ٹھہرا دیا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ ارباب حکومت بھی ایسا محسوس کرتے ہیں کہ ان قوانین کی زنجیروں میں جکڑے جانے کے بعد وہ اقوام عالم کے ساتھ چار قدم بھی نہیں چل سکیں گے۔ یہ وجہ ہے کہ ان میں سے ایک طبقہ یہ کہنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ ہمیں سیکولر انداز کی حکومت قائم کر لینا چاہیئے۔ لیکن جو طبقہ اتنی جرأت نہیں رکھتا۔ وہ زبان سے اسلامی دستور کی رٹ لگاتا رہتا ہے۔ لیکن دل میں یہ محسوس کرتا ہے کہ یہ چیز قابل عمل نہیں ہو سکتی۔ اگر ان کے سامنے اسلامی دستور کا وہ اصول رکھ دیا جائے جسے قرآن نے پیش کیا تھا۔ تو ان میں سے شاید ہی کوئی بدبخت ایسا نکلے جو اس کے اختیار کرنے سے انکار کر دے!

یاد رکھئے! جب تک آپ دین کے اصل الاصول کو

(باقی صفحہ ۲۰ پر)

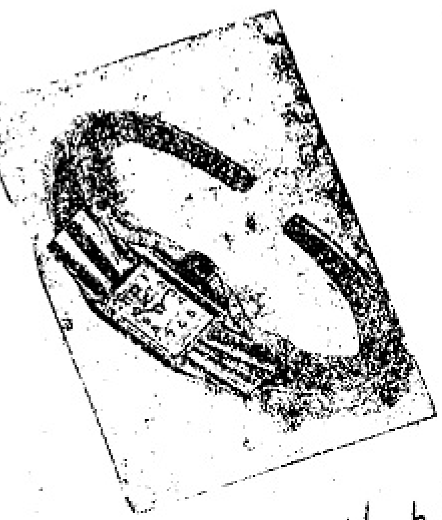

ٹینر

۱۷ جوئلز کی اعلےٰ اور پائیدار گھڑیاں

ان کے علاوہ دیگر ہر قسم کی دوسری گھڑیاں بھی دستیاب ہو سکتی ہیں۔

مرمت کا کام تسلی بخش کیا جاتا ہے

اسٹاکسٹ انٹرنیشنل واچ کمپنی

لکشمی بلڈنگ ــــ بندر روڈ ــــ کراچی

بین الاقوامی جائزہ

امریکہ، روس، برطانیہ اور فرانس کے وزرائے خارجہ کی جس کانفرنس کا انتظار کیا جا رہا تھا وہ بالآخر شروع ہو گئی ہے۔ جو مسائل ان کے سامنے ہیں ان کے پیش نظر یہ توقع نہیں کی جا سکتی کہ وہ کسی خاطر خواہ نتیجہ تک پہنچ سکے۔ لیکن اس کانفرنس کا ہونا اور ایسے مذاکرات کا جاری رہنا از بس غنیمت ہے۔ جیسا کہ عالم اسلامی کے تحت لکھا گیا ہے۔ جنیوا میں مشرق وسطےٰ کا مسئلہ خصوصی اہمیت کا حامل بن گیا ہے۔ اگر مصر نے روس وغیرہ سے اسلحہ خرید نے کا فیصلہ نہ کیا ہوتا تو اس کی حیثیت ضمنی ہوتی۔ اب روس کو مشرق وسطےٰ میں قدم جمانے اور اقوام مغرب کے دفاعی سلسلہ کو چیلنج کرنے کا ایک اچھا موقع مل گیا ہے۔ وہ اس کا پورا پورا فائدہ اٹھائے گا اور اس علاقے سے بے دخلی کو کسی قیمت پر قبول نہیں کرے گا۔ اس سے اقوام مغرب کی پوزیشن خاصی کمزور ہو جاتی ہے۔ اقوام مغرب کے لئے ایک اور مشکل سار کے معاملے نے پیدا کر دی ہے۔ سار کے علاقہ میں کوئلہ اور لوہا بڑی کثیر مقدار میں پیدا ہوتے ہیں۔ جنگ سے پہلے یہ جرمنی کے قبضے میں تھا اور اسی کی بدولت جرمنی کو خوفناک جنگی تیاری کرنے کے ذرائع میسر آ گئے تھے۔ جنگ کے بعد فرانس نے اس علاقے پر خصوصی نگاہ رکھی اور انتہائی کوشش کی کہ یہ جرمنی کے قبضے میں نہ چلا جائے۔ گویہ علاقہ اب تک فرانس کے تصرف میں ہے اور وہ اس سے دستبردار ہونے کے لئے تیار نہیں، اس کی کثیر جرمن آبادی اس پر رضامند نہیں۔ چنانچہ یہ تجویز پیش ہوئی کہ سار کو جرمنی کی تحویل میں دینے کی بجائے ایک بین الاقوامی کمیشن کی نگرانی میں رکھا جائے۔ اہل سار نے استصواب کے ذریعہ اس تجویز کو مسترد کر دیا ہے۔ اس استرداد نے اقوام مغرب کے لئے ایک اور درد سر مہیا کر دیا ہے۔ چونکہ سار کا مسئلہ جرمنی سے متعلق ہے اور جرمنی کا مسئلہ خصوصیت سے جنیوا میں زیر بحث آئے گا۔ اس لئے اقوام مغرب کے محاذ میں کمزوری کے مزید آثار پیدا ہو گئے ہیں۔

بہرحال کانفرنس شروع ہو گئی ہے اور ابتدائی روئداد چنداں حوصلہ افزا نہیں۔ دراصل، جیسا کہ لکھا گیا ہے، جتنے مسائل زیر بحث آئیں گے ان میں سے ایک کا حل بھی آسان نہیں۔ اس سلسلہ میں جرمنی کی وحدت اور اسلحہ بندی کا مسئلہ ہے۔ اور اگر یہ حل ہو تو اس سے متعلق مغربی یورپ اور مشرقی یورپ کے مابین یورپ کے مفاد عمومی کے مطابق معاہدہ طے کرنے کا سوال سامنے آتا ہے۔ ان مسائل کے حل کا مطلب یہ ہے کہ روس اور امریکہ باہمی رقابت اور بد اعتمادی یکسر ختم کر دیں۔ یہ بالکل خارج از بحث ہے۔ اسی قبیل کا معاملہ تحدید اسلحہ کا ہے۔ چار بڑوں کی کانفرنس نے اس مسئلہ سے متعلق مذاکرات میں قدرے جان ڈال دی تھی اور ایک طرح کی امید کی صورت پیدا ہو گئی تھی لیکن بہت جلد معلوم ہو گیا کہ فریقین کے نظریات میں اختلاف کی خلیج ناقابل عبور ہے۔ یہ البتہ غنیمت ہے کہ مارشل بلگانن اور صدر آئزن ہاور ذاتی مراسلت کے ذریعہ بعض تجاویز کی چھان بین کر رہے ہیں۔ کیا ان میں کہیں اتفاق ہو سکے گا؟ اس کا [illegible] ہی دے گا۔

جنوبی ویٹ نام میں تقسیم کے بعد جو جنگ اقتدار شروع ہوئی تھی اس کا فیصلہ ہو گیا ہے۔ ویٹ نام کے شاہ باؤدائی نے جنوبی ویٹ نام کا وزیر اعظم مسٹر ڈیم کو مقرر کیا تھا لیکن شاہ اور وزیر اعظم میں رسہ کشی شروع ہو گئی اور دونوں نے ایک دوسرے کو برطرف کیا۔ بالآخر استصواب کے ذریعہ یہ فیصلہ کر لیا گیا ہے کہ ملک سے غیر حاضر شاہ باؤدائی کو معزول کیا جائے اور مسٹر ڈیم کو رئیس مملکت مقصود کیا جائے۔ فرانس باؤدائی کے حق میں تھا لیکن اب فرانس نے مسٹر ڈیم کو تسلیم کر لیا ہے۔ واضح رہے کہ مسٹر ڈیم کو امریکہ کی پشت پناہی حاصل تھی اس سے ضمنی طور پر امریکہ اور فرانس کی کشمکش ختم ہو جائے گی۔ لیکن ویٹ نام کا اصل مسئلہ شاید حل نہ ہو سکے۔ معاہدے کے مطابق جنوبی اور شمالی ویٹ نام کو انتخابات کے لئے سارے ملک کی مشترکہ حکومت بنانی ہے۔ مسٹر ڈیم اس سلسلہ میں شمال یعنی اشتراکی حکومت سے کسی قسم کی بات کرنے کے روادار نہیں۔ اگر وہ اسی روش پر قائم رہے تو ویٹ نام کی تقسیم مستقل ہو جائے گی اور شمال میں اشتراکی اڈہ قائم ہو جائے گا جس کے نتائج سارے علاقے کی سیاست پر پڑیں گے۔

مطبوعات طلوع اسلام کی شرائط ایجنسی

شرح کمیشن

معراج انسانیت ۔۔۔ ۲۵ فی صدی۔ دیگر مطبوعات ۳۳ فی صدی

(۲) قیمت بعد وضع کمیشن بذریعہ وی پی وصول کی جائیگی۔ (۳) غیر فروخت شدہ کتب واپس نہیں لی جائیں گی۔ (۴) پہلی فرمائش پچاس روپے (بعد وضع کمیشن) سے کم کی نہیں ہونی چاہیئے۔ (۵) ہر آرڈر کے ہمراہ کم سے کم چوتھائی رقم پیشگی آنی چاہیئے۔ ورنہ تعمیل نہیں ہو سکے گی۔

نوٹ:۔ کراچی کے ایجنٹ صاحبان دفتر طلوع اسلام سے معاملہ طے کریں۔

ناظم ادارہ طلوع اسلام پوسٹ بکس نمبر ۳۱۳، کراچی

قرآنی انقلاب کا لٹریچر

معراج انسانیت (از پرویز) سیرت صاحب قرآن علیہ التحیۃ والسلام کو قرآن کے آئینے میں دیکھنے کی پہلی اور کامیاب کوشش۔ مذاہب عالم کی تاریخ اور تہذیبی پس منظر کے ساتھ ساتھ حضور سرور کائنات کی سیرت اور دین کے متنوع گوشے نکھر کر سامنے آ گئے ہیں۔ بڑے سائز کے قریباً نو سو صفحات۔ اعلیٰ ولایتی گلیزڈ کاغذ۔ مضبوط حسین جلد مع گردپوش۔ قیمت بیس روپے

ابلیس و آدم (از پرویز) سلسلہ معارف القرآن کی دوسری جلد جسے نظر ثانی کے بعد شائع کیا گیا ہے۔ انسانی تخلیق۔ قصہ آدم۔ جنات، ملائکہ۔ وحی وغیرہ جیسے اہم مباحث کی حامل۔ بڑی تقطیع کے ۳۰۶ صفحات ۔۔۔ قیمت آٹھ روپے

قرآنی دستور پاکستان اس میں پاکستان کے لئے قرآنی دستور کا خاکہ دیا گیا ہے اور حکومت، علماء اور اسلامی جماعت کے مجوزہ دستور پر تنقید کی گئی ہے۔ دو سو چوبیس صفحات ۔۔۔ قیمت دو روپے آٹھ آنے

اسلامی نظام اسلامی مملکت کے بنیادی اصول کیا ہیں، اور اسلامی نظام کیسے قائم ہو سکتا ہے، اس کے جواب میں پرویز اور علامہ اسلم جیراجپوری کے مقالات جنہوں نے فکر و نظر کی نئی راہیں کھول دی ہیں۔ ۱۸۰ صفحات۔ قیمت دو روپے

سلیم کے نام (از پرویز) نوجوانوں کے دل میں اسلام سے متعلق جو شکوک پیدا ہوتے ہیں ان کا شگفتہ، مدلل اور اچھوتا جواب۔ بڑے سائز کے ۴۰۰ صفحات ۔۔۔ قیمت چھ روپے

قرآنی فیصلے روز مرہ کی زندگی کے ساتھ اہم مسائل و معاملات پر قرآن کی روشنی میں بحث۔ ۴۰۸ صفحات ۔۔۔ قیمت چار روپے

اسباب زوال امت (از پرویز) مسلمانوں کی ہزار سالہ تاریخ میں پہلی مرتبہ بتایا گیا ہے کہ ہمارا مرض کیا ہے اور علاج کیا؟ ایک سو اڑتالیس صفحات۔ قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے

جشن نامے ایسے عنوانات ہیں جنہیں پڑھ کر ہونٹوں پر مسکراہٹ بھی ہو اور آنکھوں میں آنسو۔ طنز اور تنقید کے گہرے نشتر۔ سات سالہ دور آزادی کی سمٹی ہوئی تاریخ ۲۸۰ صفحات۔ قیمت دو روپے آٹھ آنے

تمام کتابیں مجلد ہیں اور گرد پوش سے آراستہ۔ محصول ڈاک ہر حالت میں بذمہ خریدار

ملنے کا پتہ:۔ ناظم ادارہ طلوع اسلام پوسٹ بکس نمبر ۳۱۳، کراچی

عالمِ اسلامی

مراکش کا معاملہ بجڑ و بگڑ کر سنورتا نظر آتا ہے۔ فرانس بڑی مشکل سے سلطان ابن عرفہ کو تخت سے ہٹانے پر آمادہ ہوا تھا۔ یہ بھی فیصلہ کیا گیا تھا کہ ابن عرفہ کے جانے کے بعد معزول سلطان ابن یوسف کو مڈغاسکر سے لا کر فرانس میں رکھا جائے اور ان کی غیر حاضری میں ایک ریجنسی کونسل مقرر کی جائے۔ ابن عرفہ نے جاتے جاتے اپنی مہریں اپنے ایک عزیز کے سپرد کر دی تھیں اور فرانس نے ایک خط لکھ کر انہیں یہ یقین دلایا تھا کہ تخت پر انہی کا حق ہے اس سے صورت حال پھر بگڑ گئی تھی کیونکہ مراکش کی رائے عامہ تخت پر ابن عرفہ کا حق تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جب ریجنسی کونسل مقرر ہو گئی تو مراکش کی سب سے بڑی جماعت، استقلال نے اسے فرانس کی بد عہدی پر محمول کیا اور اسے تسلیم کرنے اور اس سے تعاون کرنے سے انکار کر دیا۔ ان کے عدم تعاون سے آزاد جمہوری پارٹی کو آگے بڑھنے کا موقع مل گیا اور اس نے تعاون کی پیش کش کر دی۔ ریجنسی کونسل نے مسٹر سلیمانی کو وزارت کی تشکیل کے لئے کہا اور گو انہوں نے اس دعوت کو قبول کر لیا۔ وہ کئی دنوں کی کوشش کے باوجود ابھی تک وزارت کی تشکیل نہیں کر سکے۔

حسنِ اتفاق سے حالات کی رفتار نے خوش آیند پلٹا کھایا ہے۔ ابن عرفہ نے اعلان کیا ہے کہ وہ ابن یوسف کے حق میں دستبردار ہوتے ہیں۔ اس اعلان سے سارے قضیئے کی نوعیت ہی بدل جاتی ہے۔ اب ابن یوسف کی واپسی کی راہ میں کوئی رکاوٹ باقی نہیں رہ جاتی۔ اس میں شبہ نہیں کہ فرانس ان کی واپسی کے حق میں نہیں۔ کیونکہ ان کی واپسی کا مطلب یہ لیا جائے گا کہ فرانس دبی زبان سے مراکش کا حق آزادی تسلیم کرتا ہے۔ لیکن ابن عرفہ کے اعلان سے مراکشی حلقوں میں یہ کہا جانے لگا ہے کہ فرانس اب ابن یوسف کی واپسی میں مزاحم نہیں ہوگا۔ سابقہ معاہدے کے مطابق ابن یوسف کو فرانس لایا جا چکا ہے۔ گویا اب وہ مذاکرات کے لئے باسانی میسر آسکیں گے نیز اب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ استقلال پارٹی اپنا موقف بدل لے اور نئی حکومت کی تشکیل میں تعاون کرے۔ اگر استقلال پارٹی نے تعاون کر لیا تو مراکش کے حالات میں استواری کے امکانات روشن ہو جائیں گے اور اس کی نیابت میں بننے والی حکومت زیادہ اعتماد اور وثوق سے فرانس سے معاملہ طے کر سکے گی۔ ان کی حکومت داخلی امن کی بھی زیادہ سے زیادہ ضمانت ثابت ہوگی۔

مشرق وسطیٰ کی سیاست عجیب دور میں داخل ہو گئی ہے۔ ایک طرف معاہدین بغداد ہیں جو مسلمان ممالک کو ایک رشتۂ وحدت میں منسلک کر رہے ہیں اور دوسری طرف مصر ہے جو اس دفاعی سلسلہ کی مخالفت میں ایک نئے سلسلہ دفاع کی طرح ڈال رہا ہے۔ جب سے ترکی اور پاکستان اور ترکی اور عراق کے معاہدے ہوئے ہیں مصر عجیب طرح سے اندرونی اضطراب کا مظاہرہ کر رہا ہے۔ اس نے حقیقت پسندی کو خیرباد سا کہہ دیا ہے اور وہ مسلمانوں کے عمومی یا مشرق وسطیٰ کے علاقائی مفاد کو چنداں اہمیت نہیں دے رہا۔ وہ اسے بھی اپنی کامیابی سمجھتا ہے کہ عراق کے علاوہ کوئی اور عرب ملک معاہدہ بغداد میں شریک نہ ہو۔ چنانچہ عرب ممالک کو اس سے دور رکھنے کے لئے اس نے سلسلہ معاہدات شروع کر دیا ہے۔ اس نے شام سے ایک فوجی معاہدہ کر لیا ہے اس کی تفصیلات شائع نہیں ہوئیں لیکن اس کے مفہوم و مقصد کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ اس نے سعودی عرب سے بھی معاہدہ کر لیا ہے۔ اس معاہدے کی رو سے دونوں ممالک مشترکہ فوجی کمان قائم کریں گے۔ ان معاہدوں میں ایک شرط یہ ہے کہ معاہدین یہودی حکومت کی جارحیت کے موقع پر ایک دوسرے کی مدد کریں گے۔ اسی قسم کا معاہدہ طے کرنے کے لئے شام نے لبنان سے بھی سلسلہ جنبانی کر لی ہے۔ یہ معاہدات اپنی جگہ درست لیکن ان پر ایک تو اعتراض یہ ہے کہ یہ معاہدہ بغداد کی مخالفت میں طے ہو رہے ہیں، اور دوسرا یہ کہ یہ ممالک معاہدین کر بھی عسکری لحاظ سے کمزور رہیں گے۔ مصر نے اس کمزوری کو رفع کرنے کے لئے روس اور چیکوسلواکیہ سے اسلحہ خریدنے کی بازی لگائی ہے۔ (اس اقدام پر سابقہ اشاعتوں میں ایک سے زیادہ مرتبہ تبصرہ کیا جا چکا ہے) اگر یہ کوشش کامیاب ہو گئی تو مشرق وسطیٰ دو حصوں میں بٹ جائے گا۔ یہ تقسیم نہ علاقے کے لئے مفید ہے نہ مسلمانوں کے لئے۔ لیکن افسوس ہے کہ اس کا کما حقہٗ احساس نہیں کیا گیا اور ذاتی رقابتوں پر عمومی مفادات کو قربان کیا جا رہا ہے۔

اِدھر یہ صورت ہے اور اُدھر "اسرائیل" نے پھر مصری اور شامی علاقوں پر حملے شروع کر دیئے ہیں۔ مگر یہودیوں نے اپنے عرب ہمسایوں کو کبھی اطمینان کا سانس لینے نہیں دیا۔ لیکن اب انہوں نے معاملہ بہت بگاڑ دیا ہے اور جنگ کی سی نوبت آگئی ہے۔ مصر کے وزیر اعظم کرنل ناصر نے بجا طور پر "اسرائیل" کو متنبہ کیا ہے کہ اگر اس نے باز نہ رکھا تو مصر کسی اقدام سے بھی گریز نہیں کرے گا۔ یہودی اس صورت حال کا پورا پورا فائدہ اٹھا رہے ہیں جو مصر کے روس سے اسلحہ خریدنے سے پیدا ہو گئی ہے۔ وہ علانیہ طور پر کوشش کر رہے ہیں کہ اقوام مغرب ان کو زیادہ سے زیادہ اسلحہ دیں۔ ان کے وزیر اعظم شرٹ، پیرس میں امریکہ، برطانیہ اور فرانس کے وزرائے خارجہ سے مل چکے ہیں۔ اب یہ وزرائے خارجہ جنیوا میں وزیر خارجہ روس سے ملنے کے لئے جمع ہیں تو شرٹ وہاں پہنچ گئے ہیں اور سب سے مل کر اپنے حق میں فضا پیدا کر رہے ہیں۔ مصر کے وزیر خارجہ بھی جنیوا میں موجود ہیں اور مناسب تگ و دو کر رہے ہیں۔ اس سے مشرق وسطیٰ چاروں وزرائے خارجہ کے لئے ایک دردِ سر بن گیا ہے۔ مصر نے جو تیر چلایا ہے وہ کمان سے نکل چکا ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ وہ کس نشانے پر پہنچتا ہے؟

حقائق و عبر

(ص۔۱۶ سے آگے)

نہیں سمجھ لیں گے، اس وقت تک یہ عقدہ کبھی حل نہیں ہو سکے گا۔ اور وہ اصل الاصول یہ ہے کہ خدا کی طرف سے دین کے اصول عطا ہوئے ہیں جو قرآن کریم کے اندر ہیں ہمیں اجازت ہے کہ ان اصولوں کی چار دیواری کے اندر رہتے ہوئے ہم اپنے زمانے کے تقاضوں کے مطابق اپنا قانون آپ وضع کریں۔ ان قوانین کو قوانین شریعت کہا جائے گا، اور جب یہ قوانین نافذ ہوں گے تو ان کے لئے الگ شرعی عدالتوں کی ضرورت پیش نہیں آئے گی۔

شکایات

چند پچھلے پرچوں کے متعلق مشرقی پاکستان اور ہندوستان سے برابر شکایات موصول ہو رہی ہیں کہ انھیں وہ پرچے نہیں ملے ان کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ ہندوستان و پاکستان میں غیر معمولی سیلابوں کی وجہ سے سلسلہ رسل و رسائل منقطع ہو گیا تھا جس کی وجہ سے یہ پرچے نہیں پہنچ سکے ہوں گے۔ دفتر سے ہر اشاعت کے پرچے پوری احتیاط کے ساتھ ارسال کر دیئے گئے ہیں امید ہے کہ سلسلہ رسل و رسائل بحال ہو جانے پر شاکی حضرات کو ان کے پرچے مل جائیں گے۔ لہٰذا ایسے حضرات کچھ مزید انتظار فرمائیں۔

(ناظم)

ستومین نناوے

اشخاص یا ح باسوری تبخیر معدہ (معدہ میں گیس پیدا ہونا) کے مریض ہیں پاخانہ صاف نہ ہونا۔ تمام جسم میں درد، سر میں چکر، بھوک غائب۔ ہاضمہ خراب، طبیعت میں بے چینی سینے میں جلن خون میں کمی اور نزلہ رہنا اس مرض کی عام شکایات ہیں۔ اس مرض کا صاحب باسوری اور جوہر مقوی مکمل کورس سے زیادہ زود اثر کوئی دوسرا علاج نہیں یہ تمام شکایات کو دور کرکے تندرستی اور توانائی بخشتا ہے قیمت مکمل کورس تین روپے آٹھ آنے۔ بھی علمی ماہنامہ دردمند کراچی سالانہ چندہ ایک روپیہ بھیج کر خرید لیجئے۔

دردمند دواخانہ۔ فریئر روڈ کراچی نمبر ۱ فون نمبر ۳۵۱۴۴

اعجاز القرآن

از علامہ تمنا عمادی مدظلہ

جس میں مختلف جہات سے قرآن کے اعجاز پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس کی چند اقساط ماہوار طلوع اسلام میں آپ ملاحظہ فرماچکے ہیں۔ ناظرین کے مسلسل اصرار پر اب اسے کتابی شکل میں شائع کیا گیا ہے۔

جن حضرات کی رقم ادارہ کے پاس جمع ہے انہیں آرڈر دینے کی ضرورت نہیں ان کی خدمت میں یہ کتاب نومبر کے پہلے ہفتہ میں خود بھیجدی جائیگی۔ البتہ ان میں سے جو حضرات یہ کتاب نہ منگانا چاہیں وہ ۱۵ نومبر سنہ ۱۹۵۵ء تک مطلع فرمادیں۔

سائز ۸/۳۰x۲۰ ضخامت ۱۱۲ صفحات
قیمت غیر مجلد ایک روپیہ آٹھ آنے
علاوہ محصول ڈاک

تاریخ الامت

علامہ اسلم جیراجپوری مدظلہ کی تاریخ کی وہ بے مثل کتاب جو تقسیم سے پہلے بیشتر درسگاہوں میں بطور نصاب شامل تھی۔ اب مولف کی اجازت سے طلوع اسلام نے اسے دوبارہ چھاپا ہے۔

قیمت حصہ اول (سیرت رسول اللہ صلعم)
دو روپے۔

قیمت حصہ دوم (خلافت راشدہ)
دو روپے آٹھ آنے۔

کتاب آٹھ حصوں پر مشتمل ہے۔ باقی حصے عنقریب شائع ہو جائینگے۔

ابلیس و آدم

سب سے پہلا انسان کس طرح معرض وجود میں آیا؟ آدم اور خلافت آدم کا مفہوم کیا ہے۔ ابلیس کیا ہے اور آویزش ابلیس و آدم کیا؟ وحی کیا ہے اور وحی نے انسان کو کیا عطا کیا؟ ان سوالات کے قرآنی جوابات اس کتاب میں دیکھئے۔

صفحات ۳۷۶ قیمت آٹھ روپے

اقبال اور قرآن

اقبال نے قرآنی انقلاب کی آواز سے فضا کو معمور کیا۔

قرآن کیا کہتا ہے اور اقبال کا پیغام کیا ہے؟

ان کے جوابات مفسر قرآن اور ترجمان اقبال پرویز سے سنئے۔

ضخامت ۲۵۶ صفحات قیت دو روپے

ناظم ادارہ طلوع اسلام - پوسٹ بکس نمبر ۳۱۳۷ - کراچی - ۳

ہر فرد کی عقل

کا تقاضا اس کے اپنے سفاد کا تحفظ ہے۔ اسی طرح ہر قوم کا تقاضا اس کے اپنے سفاد کا تحفظ ہے۔

نہ فرد کی عقل

کسی دوسرے فرد کا سفاد سوچ سکتی ہے، اور نہ

قوم کی عقل

کسی دوسری قوم کے سفاد کا خیال رکھ سکتی ہے۔ لہذا

فرد یا قوم

کے بس کی بات نہیں کہ وہ نوع انسانی کے سفاد کے لئے کوئی نظام وضع کرے۔ ایسے نظام کا

سرچشمہ صرف وحی ہی ہوسکتا ہے وحی کا عطا کردہ نظام کیا ہے - اسے

☆ نظام ربوبیت ☆

(از - پرویز)

سیں ملاحظہ کیجئے

قسم اول۔ کاغذ سفید کرنا فلی۔ جلد مضبوط مع گرد پوش چھ روپے۔

قسم دوم۔ کاغذ سیکانیکل۔ صرف ڈسٹ کور کے ساتھ چار روپے۔

ناظم ادارہ طلوع اسلام۔ پوسٹ بکس نمبر ۲۱۳ ۷ - کراچی-۳

Title Printed at Mueid Art Press, Thathai Compound, Bunder Road, Karachi. Text at Jawed Press, McLeod Road, Karachi. Published by Khurshid Alam from Tolu-e-Islam Office, 207/A, P. E. C. H. Society, Karachi. Editor: KHURSHID ALAM